# 2 معاشی نمو

## 2.1 حقیقی جی ڈی پی

حقیقی جی ڈی پی میں 4.1 فیصد (پی بی ایس) اضافہ ہوا جو گذشتہ برس ہونے والی 3.7 فیصد نمو کے مقابلے میں زیادہ بہتر اور متوازن کارکردگی ہے لیکن سال کے مقررہ 4.4 فیصد ہدف سے کچھ کم ہے۔[1] اگرچہ نمو میں اہم حصہ خدمات (جی ڈی پی میں 58 فیصد حصہ) کا تھا تاہم صنعتی نمو میں تیزی سے اضافے نے جی ڈی پی کو درکار ضروری تقویت فراہم کی (**شکل 2.1**)۔ دوسری جانب، گلہ بانی کے ذیلی شعبے میں سست روی اور چھوٹی فصلوں میں نقصانات کے باعث زراعت کا شعبہ مقررہ ہدف حاصل نہ کرسکا (**جدول 2.1**)۔

**شکل 2.1: جی ڈی پی کی نمو میں حصہ**

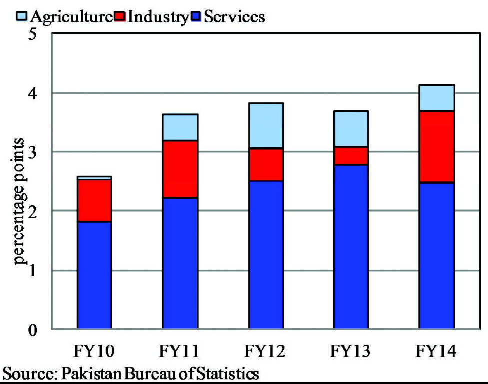

Source: Pakistan Bureau of Statistics

مالی سال 14ء میں پاکستانی صنعت کی کارکردگی کا جائزہ لیتے ہوئے ہمیں محتاط رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ اس میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں 5.3 فیصد نمو کو فرض کیا گیا ہے لیکن پورے مالی سال کے دستیاب ڈیٹا کے مطابق یہ کم ہوکر 3.9 فیصد پر آ گئی ہے۔[2] اس معاملے پر مزید بحث سے قبل ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ قومی آمدنی کھاتوں کا ڈیٹا مرتب کرنے میں کئی مفروضات شامل ہوتے ہیں اور دیگر ترقی پذیر ممالک کی طرح اس ڈیٹا کی حدود ہیں (جیسے نامناسب تعریف، وقت کی تاخیر، محدود کوریج، رپورٹنگ کرنے والے ادارے کی جانب سے جواب نہ دینا وغیرہ)۔ اس لیے یہ امر حیران کن نہیں ہے کہ قومی آمدنی کھاتوں کے تخمینوں پر ہر سال نظر ثانی کی جاتی ہے اور ان میں دیگر کے مقابلے میں بعض ذیلی اجزا میں بڑی نظر ثانی ہوتی ہے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ان پر نظر ثانی غیر شفاف نہیں ہوتی کیونکہ بعض تخمینوں میں ہونے والی کمی، اکثر اضافے کی مطابقت کا اثر زائل کردیتی ہے۔[3]

بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں نمو کے لحاظ سے متعدد شعبے مضبوط کارکردگی دکھا رہے ہیں (مثلاً، تیزی سے ترقی کرتا صارفی مصنوعات (ایف ایم سی جی) کا شعبہ، پلاسٹک مصنوعات، بسیں اور ٹرک، اور ٹیکسٹائلز)[4] لیکن ان کے کم اعداد و شمار دیے جاتے ہیں یا پھر انہیں شامل نہیں کیا جاتا۔ سرکاری ڈیٹا کی کوریج میں ایسے اہم شعبوں کی عدم شمولیت ملک میں مجموعی معاشی سرگرمیوں اور بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے سخت اعداد و شمار کے درمیان بظاہر رابطے کے ممکنہ فقدان کو ظاہر کرتی ہے۔

زرعی شعبہ سال کا مقررہ ہدف حاصل نہیں کرسکا کیونکہ چھوٹی فصلوں اور گلہ بانی میں ہدف سے کم نمو نے اہم فصلوں کی کارکردگی میں بہتری کا اثر زائل کردیا۔ یہ امر دلچسپی کا باعث ہے کہ تمام اہم فصلوں (علاوہ کپاس) کے زیر کاشت رقبے میں اضافہ ہوا جس کا اثر بعض چھوٹی فصلوں کے زیر کاشت رقبے میں کمی نے زائل کردیا۔[5] درحقیقت، ماحولیاتی تبدیلی، شدید موسمی حالات کے اعادے اور کیڑے مکوڑوں کے وقتاً فوقتاً حملوں کے باعث زرعی شعبے کی مشکلات زیادہ پیچیدہ ہوگئی ہیں۔ اس کا حل واضح طور پر پیداواریت کو بڑھانے میں پنہاں ہے جس کے لیے کاشت کاروں کو مناسب آبپاشی، زمین ہموار کرنے اور اس کی جانچ، معیاری بیجوں کے استعمال، درست اور بروقت بوائی اور کھاد کے متوازن استعمال جیسی کاشت کاری کی بہتر روایات کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ باکس 2.1 میں بحث کی گئی ہے ان اقدامات سے زرعی پیداواریت کو بڑھانے میں مدد مل سکتی ہے۔

1 مالی سال 13ء کے برعکس جب خدمات کے شعبے کا جی ڈی پی میں حصہ 75 فیصد تھا، مالی سال 14ء کی کارکردگی زیادہ متوازن ہے کیونکہ خدمات و صنعت دونوں نے نمو میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

2 مزید نظر ثانی نہ ہونے کو فرض کرتے ہوئے بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں کمی سے جی ڈی پی کی مجموعی نمو 4.0 فیصد رہ جائے گی جو گذشتہ برس کی کارکردگی سے بلند ہے۔

3 قومی آمدنی میں نظر ثانی کو ترقی یافتہ معیشتوں میں بھی باقاعدگی سے شامل کیا جاتا ہے۔

4 سوتی کپڑے کے پیداکاروں کی کوریج میں صرف وہ فرمز شامل ہیں جو ٹیکسٹائل کمشنر آفس کو رپورٹنگ کررہی ہیں۔ ایسی فرمز ملک میں سوتی کپڑے کی مجموعی پیداوار کے صرف 10 فیصد کا احاطہ کرتی ہیں۔

5 اس سے پتہ چلتا ہے کہ ملک صرف مزید رقبہ زیر کاشت لاکر بلند زرعی نمو حاصل نہیں کرسکتا۔

**جدول 2.1: خام ملکی پیداوار (06-2005ء کی ساکن قیمتوں پر)**

حصہ اور نمو فیصد میں، حصہ فیصدی درجے میں

| | | نمو | | | نمو میں حصہ | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| | م س 14ء میں حصہ | م س 13ء | م س 14ء کا ہدف | م س 14ء | م س 13ء | م س 14ء |
| **زراعت** | **21.0** | **2.9** | **3.8** | **2.1** | **0.6** | **0.5** |
| فصلیں | 8.4 | 2.3 | -- | 1.2 | 0.2 | 0.1 |
| اہم فصلیں | 5.4 | 1.2 | 3.1 | 3.7 | 0.1 | 0.2 |
| چھوٹی فصلیں | 2.5 | 6.1 | 4.5 | -3.5 | 0.2 | -0.1 |
| کپاس کی جننگ | 0.6 | -2.9 | 6.1 | -1.3 | 0.0 | 0.0 |
| گلہ بانی | 11.8 | 3.5 | 3.9 | 2.9 | 0.4 | 0.3 |
| جنگل بانی | 0.4 | 1.0 | 2.0 | 1.5 | 0.0 | 0.0 |
| ماہی گیری | 0.4 | 0.7 | 2.0 | 1.0 | 0.0 | 0.0 |
| **صنعت** | 20.8 | 1.4 | 4.8 | 5.8 | 0.3 | 1.2 |
| کان کنی و کوہ کنی | 3.0 | 3.8 | 6.2 | 4.4 | 0.1 | 0.1 |
| اشیا سازی | 13.5 | 4.5 | 4.5 | 5.5 | 0.6 | 0.7 |
| بڑا پیمانہ | 10.9 | 4.1 | 4.0 | 5.3 | 0.4 | 0.6 |
| چھوٹا پیمانہ | 1.7 | 8.3 | 8.2 | 8.4 | 0.1 | 0.1 |
| بجلی کی پیداوار و تقسیم اور گیس کی تقسیم | 1.9 | -16.3 | 4.0 | 3.7 | -0.4 | 0.1 |
| تعمیرات | 2.4 | -1.7 | 5.7 | 11.3 | 0.0 | 0.3 |
| **خدمات** | 58.1 | 4.9 | 4.6 | 4.3 | 2.8 | 2.5 |
| تھوک و خردہ تجارت | 18.6 | 3.4 | 4.0 | 5.2 | 0.6 | 1.0 |
| ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری و مواصلات | 13.0 | 2.9 | 3.5 | 3.0 | 0.4 | 0.4 |
| مالیات و بیمہ | 3.1 | 9.0 | 6.0 | 5.2 | 0.3 | 0.2 |
| مکانات کا شعبہ | 6.8 | 4.0 | 4.0 | 4.0 | 0.3 | 0.3 |
| عمومی حکومتی خدمات | 7.0 | 11.3 | 6.0 | 2.2 | 0.8 | 0.2 |
| دیگر نجی خدمات | 9.7 | 5.2 | 6.0 | 5.8 | 0.5 | 0.6 |
| **جی ڈی پی** | **100.0** | **3.7** | **4.4** | **4.1** | **3.7** | **4.1** |

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

جی ڈی پی کے اعداد و شمار کی منظوری قومی اکاؤنٹس کمیٹی نے اپنے 15 مئی 2014ء کو منعقد ہونے والے اجلاس میں دی تھی۔

آخر میں، مالی سال 14ء کے دوران خدمات میں سست روی کا اہم سبب مالیات و بیمہ اور عمومی حکومتی خدمات میں کمزور نمو تھی۔ دو ذیلی شعبوں، تھوک و خردہ تجارت، اور مال برداری، ذخیرہ کاری اور مواصلات (دونوں کا خدمات کی قدر اضافی میں حصہ 50 فیصد سے زائد ہے) میں اچھی نمو ہوئی۔

## 2.2 زراعت

مالی سال 14ء کے دوران زراعت کے شعبے میں 2.1 فیصد نمو ہوئی جو سال کے مقررہ 3.8 فیصد ہدف اور گذشتہ برس ہونے والی 2.9 فیصد نمو دونوں سے کم ہے جبکہ گلہ بانی کی ہدف سے کم کارکردگی نے اہم فصلوں کی بہتر کارکردگی کے اثرات کو زائل کر دیا (جدول 2.2)۔

فصلوں کے شعبے کی کارکردگی مایوس کن تھی اگرچہ اس کا سبب بننے والے عوامل نمو میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ معمول سے زائد مون سون کی بارشوں سے پانی کی مجموعی فراہمی[6] بہتر ہوگئی تھی اور ملکی کھاد کی پیداوار کے ساتھ ساتھ درآمدات کی بلند سطح سے مالی سال 14ء کے دوران کھاد کی خاطر خواہ دستیابی کو یقینی بنانے میں مدد ملی تھی۔[7]

6 ملک میں جولائی تا ستمبر 2013ء کے دوران 151.4 ملی میٹر بارشیں ہوئیں جو کہ 140.8 ملی میٹر کی تاریخی اوسط سے زیادہ ہے۔ مزید برآں، مالی سال 14ء کے دوران پانی کی مجموعی دستیابی گذشتہ برس کے مقابلے میں بہتر رہی۔ فصل کے موسم کے لحاظ سے خریف کے دوران موسم کی صورتحال گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں اطمینان بخش تھی، جس کا اہم سبب نہروں سے بھاری مقدار میں پانی کا اخراج تھا۔

7 مالی سال 14ء کے دوران یوریا کے استعمال میں 7 فیصد اضافہ ہوا جو ایک برس قبل 3.1 فیصد تھا جبکہ مالی سال 14ء میں ڈی اے پی کی طلب میں 34.9 فیصد کی مضبوط نمو ہوئی جبکہ اس میں گذشتہ برس 18.9 فیصد کا اضافہ ہوا تھا۔

گلہ بانی کا شعبہ جس کا زراعت کی قدر اضافی میں 55.9 فیصد حصہ ہے، مالی سال 14ء کے دوران اس میں گذشتہ برس کے مقابلے میں پست نمو ہوئی۔ خام پیداوار کی نمو میں کم وبیش کوئی تبدیلی نہیں ہوئی بلکہ یہ ثانوی صرف (خصوصاً چارہ) کی بلند سطح تھی جو گلہ بانی کی نمو میں کمی کا باعث بنی (دیکھئے سیکشن 2.2.3)۔

**جدول 2.2: زراعت کی قدر اضافی**

نمو فیصد میں اور نمو میں حصہ فیصدی درجے میں

| | م س 14ء میں حصہ | نمو | | | زرعی نمو میں حصہ | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| | | م س 13ء | م س 14ء ہدف | م س 14ء ع | م س 13ء | م س 14ء |
| فصلیں | 40.0 | 2.3 | 3.8 | 1.2 | 0.9 | 0.5 |
| اہم فصلیں | 25.6 | 1.2 | 2.7 | 3.7 | 0.3 | 0.9 |
| چھوٹی فصلیں | 11.6 | 6.1 | 4.0 | -3.5 | 0.7 | -0.4 |
| کپاس کی جننگ | 2.8 | -2.9 | 6.0 | -1.3 | -0.1 | 0.0 |
| گلہ بانی | 55.9 | 3.5 | 3.9 | 2.9 | 1.9 | 1.6 |
| جنگل بانی | 2.0 | 1.0 | 2.0 | 1.5 | 0.0 | 0.0 |
| ماہی گیری | 2.0 | 0.7 | 2.0 | 1.0 | 0.0 | 0.0 |
| مجموعی | 100 | 2.9 | 3.8 | 2.1 | 2.9 | 2.1 |

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

**شکل 2.2: کپاس کی فصل اور آمد**

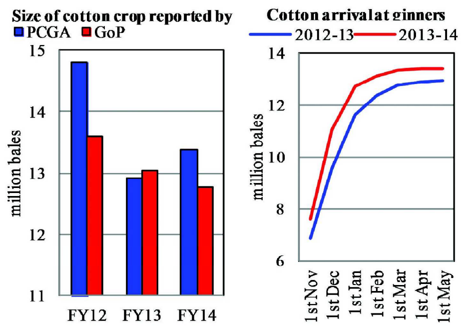


Source: PCGA and Pakistan Economic Survey

### 2.2.1 اہم فصلیں

کپاس کی پیداوار میں کمی کے باوجود اہم فصلوں میں مضبوط بحالی ہوئی۔ اس کارکردگی میں بڑا حصہ بعض اہم فصلوں کے زیر کاشت رقبے میں اضافے کا تھا (جدول 2.3)۔ اس اضافے کا ایک حصہ، خاص طور پر چاول و گندم کی پیداوار میں اضافہ ستمبر 2012ء کی بھاری بارشوں میں ہونے والے نقصانات کی بحالی تھا۔[8] مزید برآں، گندم اور چاول کی منڈی میں پرکشش قیمت سے ان فصلوں کے زیر کاشت رقبے میں اضافے کی حوصلہ افزائی ہوئی لیکن یہ کچھ چھوٹی فصلوں (جیسے آلو اور سورج مکھی) کے زیر کاشت رقبہ میں کمی کے باعث ممکن ہوا تھا۔

**کپاس:** 12.8 ملین گانٹھوں (فی کس 170 کلوگرام) کی سطح پر یہ فصل نہ صرف 14.1 ملین گانٹھوں کا ہدف حاصل نہیں کرسکی بلکہ یہ گذشتہ برس حاصل ہونے والے 13.0 ملین گانٹھوں کے ہدف سے کم رہی۔ اس خراب کارکردگی کی وجوہات میں بوائی[9] کے اہم وقت میں پانی کی قلت، منڈی میں دباؤ کا شکار قیمتیں اور خام مال کی بڑھتی ہوئی لاگت (یعنی معیاری بیجوں، کھاد اور کیڑے مار ادویات) شامل ہیں۔ اس کے نتیجے میں اس فصل کے رقبے پر دیگر فصلوں کی کاشت بڑھ رہی ہے جیسے مکئی اور چاول۔[10] اسی طرح، سندھ میں ضلع گھوٹکی میں چار نئی شکر ملوں کے قیام کے بعد کپاس اگانے والے اس فصل سے گنے کی فصل کاشت کررہے ہیں۔

**جدول 2.3: اہم فصلوں کی کارکردگی**

| | | | نمو | |
|---|---|---|---|---|
| | 2012-13ء | 2013-14ء | 2012-13ء | 2013-14ء |
| **رقبہ ہزار ایکڑ میں** | | | | |
| کپاس | 2,879 | 2,806 | 1.6 | -2.5 |
| چاول | 2,309 | 2,789 | -10.2 | 20.8 |
| گنا | 1,129 | 1,173 | 6.7 | 3.9 |
| گندم | 8,660 | 9,039 | 0.1 | 4.4 |
| **پیداوار ہزار ٹن میں، کپاس کے لیے ہزار گانٹھیں** | | | | |
| کپاس | 13,031 | 12,769 | -4.2 | -2.0 |
| چاول | 5,536 | 6,798 | -10.1 | 22.8 |
| گنا | 63,750 | 67,460 | 9.2 | 5.8 |
| گندم | 24,211 | 25,286 | 3.1 | 4.4 |

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

کپاس کے زیر کاشت رقبے میں کمی آئی ہے جبکہ کھڑی فصلوں کو کیڑوں کے حملوں (سندھ میں آردی کیڑا (mealy bug)، پنک بال وارم اور سفید مکھی اور پنجاب میں ٹڈے) سے بھی نقصان پہنچا تھا۔ مزید نقصان خاص طور پر جنوبی پنجاب (مظفر گڑھ) میں اگست 2013ء میں ہونے والی بارشوں سے ہوا تھا جب فصل کھلنے اور گولا بننے کے مرحلے پر تھی۔

ان اتفاقی دھچکوں نے کپاس کی فصل کے حجم کے متعلق غیر یقینی کیفیت کو بڑھا دیا

8 ستمبر 2012ء میں بھاری بارشوں نے بلوچستان کے جعفر آباد اور نصیر آباد کے اضلاع اور بالائی سندھ میں جیکب آباد، شکارپور، کشمور اور قمبر کے اضلاع میں چاول کی فصل کو نقصان پہنچایا تھا۔ بعد ازاں جیکب آباد اور کشمور کے کاشت کار کھڑے پانی کی وجہ سے گندم کاشت نہیں کرسکے۔

9 گندم اور کپاس کی فصل کا رجحان جو پنجاب میں زیادہ عام ہے، اس میں مئی کے اوائل سے جون کے وسط تک کپاس کی بوائی کی جاتی ہے۔ اس سال پانی کی قلت کے سبب کپاس کی بوائی کا عمل جون 2013ء کے بعد تک بھی جاری رہا تھا۔

10 اطلاعات کے مطابق وہاڑی، مظفر گڑھ، جھنگ، فیصل آباد اور پاک پتن کے کاشت کاروں نے منڈی میں بہتر منافع کی وجہ سے مکئی اور چاول کی کاشت کو ترجیح دی۔

تھا۔ یہ امر حیران کن نہیں ہے کہ کاٹن کراپ اسیسمنٹ کمیٹی (سی سی اے سی) نے موسم کے دوران فصل کے تخمینوں پر بار بار نظر ثانی کی تھی۔[11] فصل کے حجم کے بارے میں تشویش اس وقت مزید شدت اختیار کر گئی تھی جب پاکستان کاٹن جنرز ایسوسی ایشن (پی سی جی اے) کی جانب سے دیے گئے اعداد و شمار پورے موسم میں کپاس کی رسد میں بہتری کو ظاہر کر رہے تھے (**شکل 2.2**)۔[12] تاہم، ان اعداد و شمار کی احتیاط سے تشریح کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ سی سی اے سی کپاس کی ہر گانٹھ کے لیے 170 کلوگرام کے معیاری وزن کو اختیار نہیں کرتی۔

**چاول:** دوسرے تخمینے کے مطابق مالی سال 14ء میں چاول کی پیداوار بڑھ کر 6.8 ملین ٹن تک پہنچ چکی ہے جبکہ اس کے لیے 6.4 ملین ٹن کا ہدف مقرر کیا گیا تھا[13]۔ اس کا اہم سبب سندھ اور بلوچستان کے زیر کاشت رقبے میں تیزی سے بحالی تھی۔ اگرچہ مالی سال 13ء میں پرکشش قیمتوں نے پنجاب[14] میں کاشت کاروں کو زیادہ چاول اگانے کی ترغیب دی تھی تاہم بھاری بارشوں اور گوجرانوالہ، لاہور اور فیصل آباد میں کیڑوں کے حملوں کی وجہ سے پیداوار کی سطح بلند نہیں ہو سکی۔[15] بدقسمتی سے پنجاب میں بیشتر نقصان غیر باسمتی چاول کی اقسام تک محدود تھا کیونکہ باسمتی چاول کی پیداوار میں 17.0 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا جبکہ مالی سال 09ء سے اس میں کمی کا رجحان تھا۔[16]

**گنا[17]:** 65 ملین ٹن کے ہدف کے مقابلے میں مالی سال 14ء کے دوران گنے کی پیداوار 67.5 ملین ٹن رہی۔ سندھ میں کاشت کاروں نے گنے کو ترجیح دی تھی کیونکہ یہ بھاری بارشوں کے مقابلے میں زیادہ مضبوط ہوتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے گھوٹکی میں نئی شکر ملوں کے افتتاح نے کاشت کاروں کو زیادہ گنا اگانے کی ترغیب دی تھی۔

**گندم:** تازہ ترین تخمینوں کے مطابق مالی سال 14ء کے دوران گندم کی 25.3 ملین ٹن پیداوار اس کے مقررہ 25.0 ملین ٹن کے ہدف اور مالی سال 11ء میں حاصل ہونے والی 25.2 ملین ٹن کی بلند ترین سطح سے کچھ زیادہ ہے۔ اگر نومبر تا دسمبر 2013ء کے دوران پوٹھوہار کے علاقے میں خشک سالی نہیں ہوتی تو گندم کی پیداوار اس سے بھی بلند سطح پر ہوتی۔ اگرچہ اس موسم میں حکومت کی امدادی قیمت میں تبدیلی نہیں ہوئی تھی لیکن منڈی کی بلند قیمتوں، پانی کی دستیابی میں بہتری اور کپاس کی فصل جلد پک جانے کے باعث فاضل زمین کی دستیابی سے کاشت کاروں کی حوصلہ افزائی ہوئی کہ وہ زیادہ گندم اگائیں۔ علاوہ ازیں، جیکب آباد اور کشمور میں کاشت کاروں نے زیادہ رقبہ کاشت کیا تھا جو گذشتہ برس بھاری بارشوں کے باعث ضائع ہو گیا۔

**جدول 2.4: چھوٹی فصلیں**

| | 2012-13ء | 2013-14ء | فیصد تبدیلی |
|---|---|---|---|
| **رقبہ ہزار ہیکٹر میں** | | | |
| چنا | 992.0 | 975.4 | -1.7 |
| ٹماٹر | 174.4 | 161.9 | -7.2 |
| سورج مکھی | 196.1 | 177.2 | -9.6 |
| تل و سرسوں | 224.2 | 198.4 | -11.5 |
| مرچیں | 63.6 | 62.5 | -1.7 |
| **پیداوار ہزار ٹن میں** | | | |
| چنا | 751.3 | 474.6 | -36.8 |
| ٹماٹر | 3802.2 | 3507.1 | -7.8 |
| سورج مکھی | 243.4 | 230.8 | -5.2 |
| تل و سرسوں | 204.9 | 180.9 | -11.7 |
| مرچیں | 147.2 | 145.1 | -1.4 |

**ماخذ: سالانہ منصوبہ 15-2014ء**

### 2.2.2 چھوٹی فصلیں

مالی سال 14ء کے دوران چھوٹی فصلوں میں 3.5 فیصد کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس 6.1 فیصد نمو ہوئی تھی۔ چنا، آلو، سورج مکھی، تل، سرسوں اور مرچوں کی پیداوار گذشتہ برس کے مقابلے میں کم رہی جو اس میں منفی نمو کا باعث بنی تھی (**جدول 2.4**)۔

11 سی اے سی سی کے مالی سال 14ء کے ابتدائی تخمینے کے مطابق کپاس کی فصل کا حجم 13.26 ملین گانٹھیں تھا جسے کم کر کے 11.96 ملین گانٹھیں کر دیا گیا۔ تاہم اس کا تازہ ترین تخمینہ 12.8 ملین گانٹھیں ہے۔

12 پی سی جی اے کے مطابق 14-2013ء کے دوران کپاس کی آمد 13.4 ملین گانٹھیں تھی جو گذشتہ موسم میں 12.9 ملین گانٹھیں رہی تھی۔

13 فصلوں کی رپورٹنگ کرنے والے صوبائی مراکز عام طور پر اہم فصلوں کے تین تخمینے فراہم کرتے ہیں۔ پہلا تخمینہ، جو بوائی کے بعد جلد دستیاب ہو جاتا ہے، اس میں فصل کے زیر کاشت رقبے کے عبوری اعداد و شمار فراہم کیے جاتے ہیں۔ دوسرے تخمینے میں بھی پیداواری اعداد و شمار شامل ہوتے ہیں۔ تیسرا تخمینہ جو تاخیر سے تیار کیا جاتا ہے، اس میں زیر کاشت رقبے اور پیداوار دونوں کے حتمی اعداد و شمار دیے جاتے ہیں۔

14 اپریل 2013ء تک (یعنی مالی سال 14ء کی فصل کے لیے بوائی کا موسم شروع ہونے سے قبل) پریمیم باسمتی چاول کی قیمت میں 23.2 فیصد کا سال بسال اضافہ ہوا اور یہ 102.5 روپے سے بڑھ کر 126.2 روپے فی کلوگرام تک پہنچ گئی۔

15 جولائی تا اگست 2013ء کے دوران بھاری بارشوں نے پنجاب کے کئی اضلاع کو متاثر کیا تھا جس کے ساتھ دریائے سندھ، ستلج، چناب اور راوی میں سیلاب آ گیا تھا۔

16 گوجرانوالہ، لاہور، فیصل آباد، ساہیوال اور سرگودھا کا شمار باسمتی چاول پیدا کرنے والے پنجاب کے اہم اضلاع میں ہوتا ہے۔ مالی سال 14ء کے دوران ملک میں باسمتی چاول کی پیداوار کی نمو میں اس کا حصہ 80 فیصد سے زائد تھا۔

17 سندھ میں اس فصل کی بوائی ستمبر میں ہوتی ہے اور اس کا چکر 12 سے 14 مہینوں میں مکمل ہوتا ہے جبکہ پنجاب میں بوائی فروری میں ہوتی ہے اور فصل 10 سے 12 مہینوں میں پک جاتی ہے۔

سندھ میں پانی کی قلت کی وجہ سے سورج مکھی (ٹھٹھہ، میر پور خاص، سانگھڑ اور بدین) کی فصل کو نقصان پہنچا تھا[18]۔

بلند قیمتوں سے کاشت کاروں کی حوصلہ افزائی ہوئی کہ وہ تخمی آلو منڈی میں فروخت کر دیں تا کہ اسے غذا کے لیے استعمال کیا جا سکے۔[19] علاوہ ازیں، آلو کی کھڑی فصل کو پہلے گرمی کی لہر اور بعد میں کہرے سے نقصان پہنچا تھا۔[20] آخر میں، منڈی کی پرکشش قیمتوں کے باعث کاشت کاروں نے اپنی فصل کی قبل از وقت کٹائی کو ترجیح دی تھی۔

چنے کی فصل کی پیداوار میں کمی کا اہم سبب دسمبر اور جنوری کے دوران خوشاب، بکھر، لیہ اور جھنگ (چنے کی ملکی پیداوار میں ان چاروں اضلاع کا حصہ 70 فیصد بنتا ہے) میں خشک سالی تھی۔ مجموعی طور پر مالی سال 14ء کے دوران چنے کی پیداوار میں 36.8 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔

**باکس 2.1 پاکستان میں فصلوں کی یافت کم کیوں ہے؟**

**شکل 2.1.1: گندم کی یافت کے رجحانات**

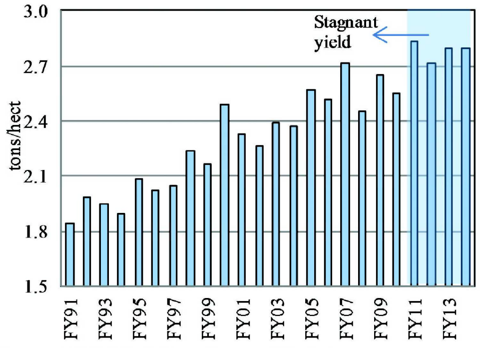


Source: MNFS&R; Pakistan Bureau of Statistics

اگرچہ گندم کو پاکستان کی غذائی تحفظ پالیسی میں مرکزی حیثیت حاصل ہے لیکن اس کی اوسط یافت (2.7 ٹن فی ہیکٹر کے ارد گرد رہی ہے) دیگر ممالک سے کم ہے اور گذشتہ برسوں میں منجمد رہی ہے (شکل 2.1.1 اور شکل 2.1.2)۔

ملک اب تک صرف غذا کی بڑھتی ہوئی طلب پورا کر رہا ہے، نہ صرف گندم کے زیر کاشت رقبے میں اضافہ کر کے بلکہ شدت میں اضافے پر مبنی کاشت کاری (جس کی خصوصیات میں کاشت کے لیے تیار زمین کا پست تناسب اور خام مال کے استعمال میں اضافہ) کو بھی اختیار کیا جا رہا ہے۔ بد قسمتی سے مادی حدود کی وجہ سے قابل کاشت اراضی کو بڑھانے میں مشکلات حائل ہیں۔ علاوہ ازیں، فصلوں کی یافتوں میں اضافے کی توقع نہیں کرنی چاہیے کیونکہ پاکستان کے قدرتی وسائل کی بنیاد پہلے سے شدت پر مبنی کاشت کاری اور بڑھتی ہوئی ماحولیاتی مشکلات (جیسے سیم وتھور، آبپاشی کے پانی کی قلت، مضر ماحولیات دھچکے وغیرہ) کے باعث دباؤ میں ہے۔

**شکل 2.1.2: مختلف ممالک میں گندم کی یافتیں**

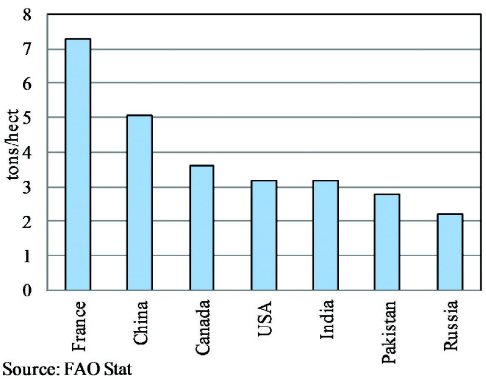


Source: FAO Stat

تاہم، فصل کی پیداواریت گذر اوقات اور جدت پسند کاشت کاروں میں مختلف ہوتی ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ معیاری خام مال کے استعمال، کاشت کاری کی بہتر روایات کی حوصلہ افزائی اور کاشت کاروں کو ٹیکنالوجی سے آگاہ کرنے سے پیداوار میں بلند اضافہ ممکن ہے۔

پاکستان میں مستند بیجوں کی دستیابی ابھی تک بہت محدود ہے۔ بیشتر کاشت کار اپنی گذشتہ فصل کے بیجوں کو استعمال کرتے ہیں یا پھر دیگر کاشت کاروں اور چھوٹے تاجروں سے خریدتے ہیں۔ ایسے بیج نہ صرف گھاس پھوس سے آلودہ ہوتے ہیں بلکہ وقت گذرنے کے ساتھ ان کی پیداواریت بھی کم ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں، چونکہ مارکیٹ میں دستیاب بیجوں کا معیار مشکوک ہوتا ہے اس لیے کاشت کار بیجوں کے معیار میں سرمایہ کاری کے فوائد کے متعلق شکوک میں مبتلا رہتے ہیں۔ بیج کے معیارات یقینی بنانے میں حائل ادارہ جاتی مسائل کی عکاسی اس حقیقت سے ہوتی ہے کہ وفاقی محکمہ برائے توثیقِ بیج اور رجسٹریشن جس کا کام معیار یقینی بنانا ہے، اس کی پاکستان بھر میں بیج ٹیسٹ کرنے کی صرف 38 لیبارٹریاں کام کر رہی ہیں۔

منڈی میں دستیاب کھاد کے معیار کے بارے میں بھی غیر یقینی صورتحال پائی جاتی ہے کیونکہ پیدا کار اکثر منڈی سے جعلی، ملاوٹ شدہ یا کم وزن کی حامل کھاد کی دستیابی کی شکایت کرتے نظر آتے ہیں۔ علاوہ ازیں، زمین کی زرخیزی کے تقاضوں کے متعلق آگاہی کے فقدان کا نتیجہ کھاد کے اضافی استعمال کی صورت میں نکلتا ہے۔ اگرچہ زمین کے تجربات سے زرخیزی کے لیے درکار مقررہ مقدار اور آمیزے کا تعین کرنے میں مدد ملتی ہے لیکن کاشت کاروں کو اس سہولت تک فوری رسائی حاصل نہیں ہے کیونکہ سرکاری شعبے میں بہت کم لیبارٹریاں تجربات کا کام انجام دے رہی ہیں۔[21] اس لیے ان لیبارٹریوں کے طویل فاصلے (کئی بار چکر لگانے) کی وجہ سے کاشت کاروں حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ مزید برآں، اگر کاشت کاروں کو ان کی زمین کی زرخیزی کی ضروریات کا علم ہو تو وہ محدود رسد یا بلند قیمتوں کی وجہ سے درست وقت پر مخصوص کھاد کی خریداری نہیں کر سکتے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ کاشت کار اکثر و بیشتر کھاد استعمال کرنے کے مناسب اوقات اور طریقوں سے ناواقف ہیں۔

---

18 خریف کے اوائل میں سندھ اور پنجاب کے کچھ حصوں میں پانی کی قلت کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں جس کا سبب چھوٹے اور درمیانے درجے کی نہروں میں پانی جاری کرنے کے عمل کی گردش ہے۔

19 تخمی آلو وہ صحت مند آلو ہوتے ہیں جن میں ایک شگوفہ ہوتا ہے جو نئے پودے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

20 آلو کی جلد فصل کی بوائی کا موسم ستمبر میں شروع ہوتا ہے جبکہ دیر کی فصل کی بوائی نومبر میں ہوتی ہے۔ جلد فصل کو گرمی سے نقصان پہنچا جبکہ دیر کی فصل کہرے سے متاثر ہوئی تھی۔

21 اگرچہ نجی شعبے میں کھاد کی کچھ کمپنیاں زمین کی جانچ کی سہولت مہیا کرتی ہیں لیکن عام طور پر اس سہولت سے فائدہ کارپوریٹ صارفین اٹھاتے ہیں۔

روایتی طور پر ہموار شدہ زمین آبپاشی کے پانی کے غیر مؤثر استعمال کا سبب بنتی ہے اور اس میں کچھ پودوں کو پانی نہیں مل پاتا جبکہ دیگر بہت زیادہ نم ہو جاتے ہیں جس سے پودا کمزور ہو جاتا ہے۔ دوسری جانب، لیزر گائیڈڈ آلات کے استعمال کا نتیجہ زیادہ درست، ہموار اور درجہ بند کھیتوں کی صورت میں نکلتا ہے جن سے معمولی نقصانات کے ساتھ آبپاشی کے پانی کا یکساں اطلاق کرنے میں مدد ملتی ہے۔ زمین کی درست ہمواری کے کئی فوائد کے باوجود لیزر سے زمین ہموار کرنے کا طریقہ صرف چند بڑے فارمز تک محدود ہے۔ بیشتر گذر اوقات کاشت کار آگاہی نہیں رکھتے اور ان کی قوت خرید بھی محدود ہوتی ہے۔[22]

پانی کی دستیابی میں کمی آ رہی ہے اور نہروں کے ذریعے رسد کی فراہمی بہت ناقابل بھروسہ (محدود رسد کی وجہ سے کاشت کاروں کو ضروری اوقات میں پانی دستیاب نہیں ہوتا) اور غیر لچکدار (کاشت کاروں کو پانی کی معین مقدار ملے گی خواہ انہیں اس کی ضرورت ہے یا نہیں) ہے۔ پانی کی تقسیم کا نظام آخری صارفین کے لیے موافق نہیں کیونکہ انہیں پانی کے ابتدائی یا درمیانی مراحل کے مقابلے میں کم پانی ملتا ہے۔ کمزور نہری نظام اور مرمت کے فقدان کی وجہ سے پانی کی فراہمی کے متعلق غیر یقینی کیفیت بڑھ جاتی ہے۔[23] مزید برآں، پاکستان میں پانی کی فراہمی کے لیے زیر انتظام سیلاب کی مشق کو استعمال کیا جاتا ہے اور یہ سب سے کم مستعد ہے کیونکہ اس میں پانی کا بہت نقصان ہوتا ہے۔

آخر میں کسی بھی کھیت میں ہر قسم کے گھاس پھونس (جیسے بیج، پنیری یا پختہ پودا) پر قابو پانا بہت ضروری ہے تاکہ فصل کو زرخیز اجزا، نمی اور سورج کی روشنی سے فائدہ پہنچایا جا سکے۔ گھانس پھونس پر قابو پانے سے کیڑوں و بیماریوں کے حملوں سے محفوظ رہنا بھی ضروری ہے۔ عام طور پر معیاری بیجوں کے استعمال کی پست سطح اور مویشیوں کا گوبر استعمال کیا جاتا ہے جس سے گھاس پھونس اگنے کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔

### 2.2.3 گلہ بانی

زراعت کا سب سے بڑا ذیلی شعبہ گلہ بانی ہے جس کا اس کی قدر اضافی میں 55.9 فیصد حصہ بنتا ہے۔ مجموعی طور پر مالی سال 14ء میں پاکستان کی جی ڈی پی کی قدر اضافی میں اس کا حصہ 11.8 فیصد تھا۔ ان میں زندہ جانور، گوشت اور گوشت سے تیار کردہ اشیا، ڈیری اور مرغبانی و مرغی کی مصنوعات شامل ہیں۔ بھینسوں کے لحاظ سے پاکستان دنیا میں دوسرے، بکریوں کے لحاظ سے چوتھے، مویشیوں کے ریوڑ کے لحاظ سے ساتویں اور بھیڑوں کی تعداد کے لحاظ سے آٹھویں نمبر پر ہے۔[24]

جدول 2.5: گلہ بانی: سال بسال نمو فیصد میں

| | پیداوار میں فیصد حصہ | م س 12ء | م س 13ء | م س 14ء |
|---|---|---|---|---|
| **خام پیداوار** | 100.0 | 3.2 | 3.3 | 3.1 |
| خالص فروخت | 23.5 | 2.9 | 2.9 | 2.8 |
| قدرتی نمو | 14.6 | 3.0 | 3.0 | 2.4 |
| دودھ | 45.2 | 3.2 | 3.2 | 3.0 |
| مرغبانی و مصنوعات | 8.3 | 7.2 | 7.3 | 7.4 |
| دیگر مصنوعات | 8.4 | 1.1 | 1.1 | 1.1 |
| **ثانوی صرف** | | -0.1 | 2.3 | 4.7 |
| **خام قدر اضافی** | | 4.0 | 3.5 | 2.9 |

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

اتنی عالمی موجودگی کے باوجود زندہ جانوروں کی گنتی سابقہ شماریوں (گذشتہ شماری 06-2005ء میں کی گئی تھی) پر جیومٹرک شرح ہائے نمو کا اطلاق کر کے حاصل کی جاتی ہے جبکہ گلہ بانی مصنوعات کے تخمینے (گوشت، دودھ اور مرغبانی) اوپر بیان کردہ اخذ کی گئی گلہ بانی کی آبادی کی معین شرح نمو کے پیرامیٹرز کا اطلاق کر کے اخذ کیے جاتے ہیں۔ اس لیے اس ذیلی شعبے کی خام پیداوار تقریباً ایک معین نمو پر عمل پیرا ہوتی ہے (جدول 2.5)۔

**شکل 2.3: چارہ اور ثانوی صرف**

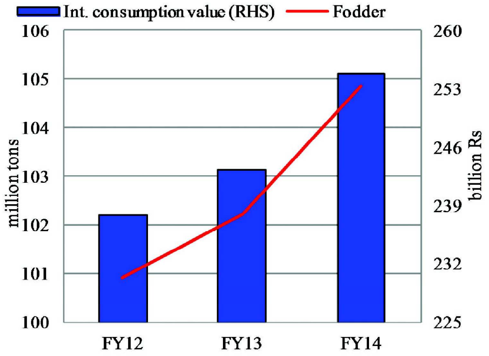


Source : Pakistan Bureau of Statistics

ثانوی خام مال (خشک، سبز اور مرتکز چارے کی قدر) میں تبدیلیوں کے باعث گلہ بانی کی قدر اضافی میں اتار چڑھاؤ ہوتا رہتا ہے (شکل 2.3)۔ سبز چارے کا اندراج چھوٹی فصلوں میں کیا جاتا ہے جبکہ خشک چارے کے تخمینے، معین تناسبات کا اطلاق کر کے حاصل کیے جاتے ہیں۔[25] خاص طور پر جس انداز میں ثانوی خام مال اخذ کیا جاتا ہے اس کے نتیجے میں گلہ بانی کے شعبے کی نمو فصل کے شعبے کی کارکردگی کے مخالف گردشی ہو جاتی ہے۔ فصل کے شعبے میں بلند نمو کا نتیجہ چارے کی پیداوار کے بلند تخمینے کی صورت میں نکلے گا جس کی وجہ سے گلہ بانی میں نمو کم ہو جاتی ہے۔

22 بعض صوبائی حکومتوں میں پانی کے انتظام کے محکمے کرائے پر لیزر سے زمین ہموار کرنے کی سہولت مہیا کر رہے ہیں۔

23 قلت کے باوجود نہری نظام کا نتیجہ پانی کے رساؤ، عمل تبخیر اور پودے سے بخارات نکلنے کی صورت میں بھاری نقصانات کی صورت میں نکلتا ہے۔

24 ماخذ: ایف اے او ایس ٹی اے ٹی (http://faostat.fao.org).

25 مثلاً، گندم کا چارہ پیداوار کا 100 فیصد جبکہ گنے کا چارہ فصل کا 20 فیصد ہے۔

مصنوعات کے لحاظ سے گوشت کا ذیلی شعبہ گلہ بانی مصنوعات کا اہم جز ہے جس میں سادہ ذبیحہ سے لے کر پکے ہوئے، تجمر اور محفوظ شکل میں گوشت کی پروسیسنگ شامل ہوتی ہے۔ گوشت اوراس کی تیار مصنوعات کی برآمدات کا ارتکاز خلیجی ممالک میں ہے جبکہ دیگر اہم منڈیوں (یورپی یونین) میں صحت وتحفظ کے اعلیٰ معیارات کی وجہ سے مشکلات درپیش ہیں۔

دودھ گلہ بانی کا ایک اوراہم ذیلی شعبہ ہے اوراس کی پیداوار میں مالی سال 14ء کے دوران 3.0 فیصد اضافہ ہوا جوگذشتہ برسوں کے دوران ہونے والی نمو سے ہم آہنگ ہے۔[26] دنیا کے دودھ پیدا کرنے والے بڑے ممالک میں سے ایک ہونے کے باوجود پاکستان ملکی طلب کو پورا کرنے کے لیے اس کی رسدی بنیاد کا استعمال کرنے سے قاصر ہے۔اس شعبے میں وسیع امکانات موجود ہیں اور صنعت کے ذرائع کے مطابق تمام بڑے کاروباری گروپس ڈیری فارمنگ میں سرمایہ کاری کررہے ہیں۔اس سے قطع نظر رسمی ڈیری فارمنگ کا دودھ کی مجموعی پیداوار میں حصہ صرف 5 فیصد ہے۔

## 2.3 بڑے پیمانے کی اشیاسازی

مالی سال 14ء کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں 3.9 فیصد نمو ہوئی جو مالی سال 13ء میں 4.0 فیصد تھی (**جدول 2.6**)۔[27] اگرچہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں مجموعی اضافہ گذشتہ برس کی سطح پر تھا لیکن اس کے عوامل میں تبدیلی دیکھی گئی۔اس تبدیلی میں نصف حصہ کھاد،شکر اور مشروبات کا تھا اور اگر ان شعبوں کے حصے منہا کردیے جائیں تو بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی نمو گر کر 2.2 فیصد رہ جائے گی جو مالی سال 13ء میں 3.9 فیصد تھی۔[28] اس کا اہم سبب ٹیکسٹائل،سیمنٹ،آٹو موبائلز،خوردنی تیل،فولاد،پیٹرولیم مصنوعات، کاغذ اور شیشے کی پیداوار میں سست روی تھی (**شکل 2.4**)۔ان شعبوں میں اشیا سازی کے محدود ہونے کی کئی وجوہات ہیں: (i) سیمنٹ کی کمزور برآمد،خاص کر افغانستان سے (ii) ٹویوٹا کے ایک پرانے ماڈل کو ترک کرنا اور ٹریکٹرز پر جی ایس ٹی میں اضافہ (iii) مالی سال 13ء میں ریکارڈ پیداوار کے باعث خوردنی تیل پر اساسی اثر (iv) سال میں پاکستان اسٹیل میل کی سرگرمیوں کی معطلی اور (v) گیس کی قلت، جو پنجاب کی متعدد صنعتوں کے لیے مشکلات کا باعث بنی۔[29] ان عوامل نے جون 2013ء میں گردشی قرضے کے تصفیے کے بعد بجلی کی رسد میں بہتری کے اثرات زائل کردیے اور مالی سال 14ء میں نجی شعبے کو قرضوں کی دستیابی میں اضافہ کردیا تھا۔

گذشتہ چند برسوں کے دوران توانائی کے مسائل نے بڑے پیمانے کی اشیا سازی کے تحرکات کو تبدیل کردیا ہے۔توانائی کی قلت کے باعث متعدد صنعتیں متبادل توانائی کے ذرائع پر منتقل ہونے کے مرحلے سے گذر رہی ہیں۔[30] تاہم، اس تبدیلی کی بلند لاگت کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام فرمز کے لیے ایسا کرنا ممکن نہیں ہوگا۔اس لیے، شیشہ، کاغذ اور ٹیکسٹائل (بالخصوص غیر رسمی شعبے کے یونٹس) سے وابستہ چھوٹی فرمز یا تو بند ہورہی ہیں یا اپنے آپریشنز کو محدود کرنے پر مجبور ہیں۔

ایک اوراہم مسئلہ شعبوں اور مینوفیکچرنگ یونٹس کی کوریج کے متعلق ہے جنہیں پاکستان دفتر شماریات نے بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں شامل کیا ہے۔ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کا موجودہ اشاریہ مالی سال 06ء میں مینوفیکچرنگ صنعتوں کی شماری (سی ایم آئی) پر مبنی ہے۔[31] بڑے پیمانے کی اشیا سازی کا اشاریہ تشکیل دیتے وقت صرف ان شعبوں کو شامل کیا گیا ہے جن کا شماری کے وقت جی ڈی پی کی قدر اضافی میں خاصا حصہ تھا۔ہمارا خیال یہ ہے کہ نہ صرف متعدد شعبوں میں مینوفیکچرنگ کی سرگرمی میں اضافہ ہوا ہے بلکہ ماضی قریب میں اشیا سازی کے کئی یونٹس ملک میں کھلے ہیں۔اس لیے مینوفیکچرنگ یونٹس کی جانب سے توسیع شدہ ڈیٹا کوریج کی مشق اور نئے زمرے درکار ہیں تاکہ ملک میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی حقیقت پسندانہ تصویر پیش کی جاسکے۔ ہمیں یقین ہے کہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں اصل نمو پی بی ایس کی جانب سے بیان کردہ اعداد وشمار سے کہیں زیادہ ہے (**باکس 2.2**)۔

---

26 پیداوار کا تخمینہ گلہ بانی کی تخمین شدہ آبادی کے معین پیداواری پیرامیٹرز پر اطلاق کرکے حاصل ہوتا ہے جبکہ انسانی استعمال کے لیے دودھ گائے اور بھینسوں کے دودھ کی خام پیداوار سے 20 فیصد منفی کرکے اخذ کیا جاتا ہے۔

27 مالی سال 14ء میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں نمو 5.3 فیصد ہوئی (جسے جدول 2.1 میں استعمال کیا گیا) جو کہ جولائی تا فروری کے ڈیٹا پر مبنی تھی۔تازہ ترین تخمینے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 14ء میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں 3.9 فیصد نمو ہوئی تھی۔شرح میں حالیہ ردوبدل کا سبب مالی سال 13ء کی چوتھی سہ ماہی کا مضبوط اساسی اثر اور مالی سال 14ء کی چوتھی سہ ماہی میں سیمنٹ،فولاد اور سگریٹ کی کمزور کارکردگی تھی۔

28 مالی سال 13ء میں گیس کی قلت کے باعث کھاد کی پیداوار میں 4.0 فیصد کمی ہوئی تھی۔اس لیے اس کے اخراج سے گذشتہ برس کی نمو کے اعداد وشمار میں بہتری آئی ہے۔

29 مالی سال 14ء میں گیس کی قلت نے کاغذ اور شیشے کی صنعتوں کی کارکردگی کو متاثر کیا تھا۔

30 تفصیلات کے لیے دیکھئے مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی رپورٹ میں "متبادل توانائی کے ذرائع"، پر خصوصی سیکشن 1۔

31 پاکستان دفتر شماریات نے ملک میں صنعتی سرگرمیوں کی معلومات جمع کرنے کے لیے سی ایم آئی کا انعقاد کیا تھا۔ عمومی شماریات ایکٹ 1975ء کی دفعہ 9 اور 10 اور 1942 کے صنعتی شماریات ایکٹ کی دفعہ 5 اور 6 کے تحت پیداواری اکائیوں کے لیے اس معلومات کی فراہمی کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔

جدول2.6: بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں نمو کے رجحانات

| | وزن | نمو | | | فیصد حصہ[32] | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | 70.3 | م س12ء | م س13ء | م س14ء | م س12ء | م س13ء | م س12ء |
| ٹیکسٹائل | 21.0 | 0.2 | 1.6 | 1.3 | 5.9 | 12.0 | 9.9 |
| سوتی دھاگہ | 13.0 | 0.5 | 2.1 | 1.6 | 8.0 | 10.1 | 7.6 |
| سوتی کپڑا | 7.2 | 0.3 | 0.6 | 0.7 | 2.5 | 1.4 | 1.7 |
| غذا | 12.4 | 6.0 | 9.8 | 7.2 | 94.6 | 49.0 | 38.7 |
| شکر | 3.5 | 11.2 | 9.5 | 10.0 | 58.1 | 16.5 | 18.8 |
| پکانے کا تیل | 2.2 | 3.7 | 12.5 | 2.4 | 10.4 | 11.1 | 2.3 |
| مشروبات | 0.9 | 20.1 | 14.8 | 22.1 | 25.6 | 6.8 | 11.5 |
| پیٹرولیم مصنوعات | 5.5 | -6.7 | 16.2 | 6.2 | -32.8 | 22.1 | 9.7 |
| فولاد | 5.4 | -23.3 | 8.7 | 5.6 | -71.3 | 6.1 | 4.2 |
| فولادی چادریں | 1.5 | -0.8 | 1.4 | 29.9 | -0.6 | 0.3 | 6.8 |
| ایچ آر چادریں/پٹیاں | 2.3 | -22.9 | 28.1 | 11.4 | -31.1 | 8.9 | 4.5 |
| سیمنٹ | 5.3 | 2.9 | 5.1 | 0.8 | 25.0 | 13.4 | 2.2 |
| گاڑیاں | 4.6 | 3.4 | -12.8 | -2.6 | 17.0 | -19.9 | -3.4 |
| ٹریکٹرز | 0.5 | -32.0 | 5.6 | -32.1 | -22.5 | 0.8 | -4.8 |
| جیپ اور کاریں | 2.8 | 14.7 | -21.3 | -3.5 | 35.7 | -17.8 | -2.3 |
| کھاد | 4.4 | 1.0 | -4.3 | 16.5 | 0.4 | -5.4 | 20.9 |
| دوا سازی | 3.6 | 7.0 | 6.3 | -0.2 | 43.1 | 12.4 | -0.4 |
| کاغذ | 2.3 | 21.8 | 16.0 | 11.0 | 50.3 | 13.6 | 10.6 |
| چمڑے کی مصنوعات | 0.9 | -1.0 | 1.5 | 11.7 | -1.5 | 0.7 | 5.1 |
| شیشہ | 0.1 | -1.8 | 2.3 | 0.4 | -0.2 | 0.1 | 0.0 |
| دیگر اجزا | 5.0 | -6.0 | -2.8 | 1.7 | -30.7 | -3.9 | 2.3 |
| مجموعی بڑے پیمانے کی اشیا سازی | 70.3 | 1.2 | 4.0 | 3.9 | | | |
| علاوہ کھاد، مشروبات اور شکر | 61.4 | 0.2 | 3.9 | 2.2 | 16.0 | 82.1 | 48.8 |

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

شکل2.4: بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی کارکردگی

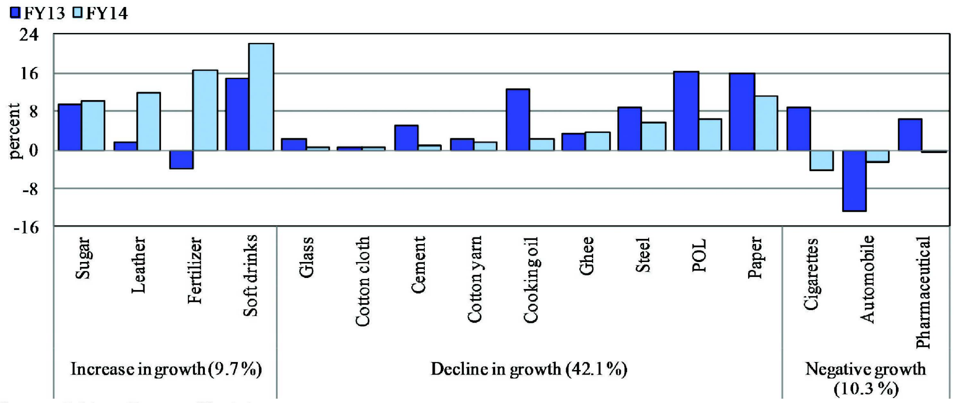


Source : Pakistan Bureau of Statistics
* Numbers in paranthesis is showing respective weights of the sectors in LSM index.

32 نمو میں حصہ اس تناسب کو ظاہر کرتا ہے جو مذکورہ ذیلی شعبہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی مجموعی نمو میں ڈالتا ہے۔ یہ ایک ذیلی شعبے میں نمو اور بڑے پیمانے کی مجموعی اشیا سازی کے اشاریے میں اس کے وزن کے امتزاج پر مشتمل ہوتا ہے۔

**باکس 2.2: بڑے پیانے کی اشیاسازی کی نمو میں حائل کوریج کے مسائل**

بڑے پیانے کی اشیا سازی کے ڈیٹا کو دنیا کے مختلف ملکوں میں اقوام متحدہ شماریاتی ڈویژن کی عالمی معیار کی صنعتی درجہ بندی کے مطابق مرتب کیا جاتا ہے جس میں اشیا سازی کے 22 زمرے شامل ہیں۔[33] تاہم، پاکستان میں بڑے پیانے کی اشیا سازی کی کوریج آئی ایس آئی سی کے شناخت کردہ صرف 15 شعبوں تک محدود ہے۔ملبوسات ولباس، چھپائی، چھاپنے کی مصنوعات اور ریکارڈ ڈ میڈیا، ڈھلی ہوئی دھاتی مصنوعات (علاوہ مشینری وآلات)، دفتر واکاؤنٹنگ مشینری اور کمپیوٹرز، حساس طبی وبصری آلات اور دھاتی وغیر دھاتی فضلے کے اسکریپ کو دوبارہ کارآمد بنانے کے متعلق ڈیٹا پاکستان میں بڑے پیانے کی اشیا سازی کا حصہ نہیں ہے۔[34] بڑے پیانے کی اشیا سازی کا حالیہ اشاریہ مالی سال 06ء میں اشیا سازی کی صنعتوں کی شماری (سی ایم آئی) پر مبنی ہے۔

**جدول 2.2.1 بڑے پیانے کی اشیاسازی کی کوریج**

| شعبہ جات | مسائل |
|---|---|
| ٹیکسٹائل | (i) سوتی دھاگے اور سوتی کپڑے کے لیے بڑے پیانے کی اشیا سازی کا ڈیٹا وزارت ٹیکسٹائل جمع کرتی ہے جس میں صرف کارخانے کے شعبے کی سرگرمی کو شامل کیا جاتا ہے۔غیر کارخانہ شعبہ جس کا ملک میں سوتی کپڑے کی پیداوار میں حصہ 90 فیصد سے زائد ہے، اسے ڈیٹا کے مجموعے میں شامل نہیں کیا جاتا۔☆<br>(ii) ٹیکسٹائل پیداوار کے ڈیٹا کی درجہ بندی کپڑے، دھاتے، مصنوعی ریشے اور حتمی مصنوعات (جیسے ملبوسات، سوتی ڈینم، چادریں، ہوزری وغیرہ) کی مختلف اقسام کے لحاظ سے نہیں کی جاتی۔اس لیے پیداواری رجحانات کا تجزیہ کرنا بہت مشکل ہوجاتا ہے۔تاہم، پاکستان دفتر شماریات کی جانب سے برآمدی ڈیٹا کی کوریج زیادہ جامع ہے اور اس میں متعدد زمرے شامل ہیں جن میں ہوزری/نٹ ویئر، بستر کی چادریں، تولیے، ترپال اور سن کی دیگر اشیا، تیار ملبوسات اور مصنوعی ریشے کی ٹیکسٹائلز شامل ہیں۔ |
| گاڑیاں | پاکستان دفتر شماریات پیداوار صرف پاکستان آٹو مینوفیکچررز ایسوسی ایشن (پی اے ایم اے) کے پاس رجسٹرڈ پیداواری اکائیوں کے اعداد وشمار جاری کرتا ہے جس میں پاک سوزوکی، انڈس، ہونڈا، فیٹ، دیوان، ہینو پاک، گندھارا، سندھ انجینئرنگ، ماسٹر اور اسوزو شامل ہیں۔اس میں بسوں اور ٹرکوں کے بڑے اشیا سازوں کو شامل نہیں کیا جاتا جن میں افضل موٹرز اور الحاج ایف اے ڈبلیو موٹرز شامل ہیں۔ |
| کیمیکلز | پاکستان دفتر شماریات کیمیکلز کے 11 زمروں کے اعداد وشمار رپورٹ کرتا ہے جس میں سب سے بڑا حصہ کاسٹک سوڈا کا ہے۔کاسٹک سوڈا کے پیداواری اعداد وشمار ستارہ ٹیکسٹائلز، آئی سی آئی اور نمبر انڈسٹریل کیمیکلز سے حاصل کیے جاتے ہیں۔اینگرو کیمیکلز کی پیداوار جو کاسٹک سوڈا کی مجموعی ملکی طلب کی ایک تہائی ضروریات پوری کرتی ہے، اسے بڑے پیانے کی اشیا سازی کے اعداد وشمار میں شامل نہیں کیا جاتا۔[35] |
| عارضی صارفی اشیا (ایف ایم سی جی) | (i) غذائی شعبہ: پاکستان میں صرف کے رجحانات میں خاصی تبدیلی کو مدنظر رکھتے ہوئے متعدد پروسیسڈ غذائی اجزا کی طلب اور پیداوار میں اضافہ ہوا ہے (یعنی پیکٹ والا دودھ اور مصنوعات، ڈیری اشیا، دہی، پاستا، سیریلز، منجمد اور پکانے کے لیے تیار اجزا وغیرہ)۔تاہم، ان اشیا کی پیداوار کو بڑے پیانے کی اشیا سازی کے اعداد وشمار میں شامل نہیں کیا جاتا جس کی وجہ سے کچھ بڑے اور متحرک اشیا ساز شامل ہونے سے رہ جاتے ہیں جیسے یونی لیور، کول سون، نیسلے، ای فوڈز اور نیشنل فوڈز۔<br>(ii) غیر غذائی: اسی طرح، غیر غذائی ایف ایم سی جیز کو بھی بڑے پیانے کی اشیا سازی میں شامل نہیں کیا جاتا۔اس میں کاسمیٹکس، ذاتی دیکھ بھال کی مصنوعات اور ٹوائلٹ میں استعمال کی اشیا وغیرہ جنہیں یونی لیور، میڈی کیم اور پراکٹر اینڈ گیمبل جیسے نمایاں برانڈز تیار کرتے ہیں۔ |
| پلاسٹکس | پلاسٹک کی پیداوار کو بڑے پیانے کی اشیا سازی میں مکمل طور پر شامل نہیں کیا جاتا۔ پاکستان پلاسٹک مینوفیکچرنگ ایسوسی ایشن (پی اے ایم اے) کے مطابق ملک میں تقریباً 6,000 بڑی اور چھوٹی پیداواری اکائیاں کام کررہی ہیں جو 6 لاکھ افراد کو روزگار فراہم کرتی ہیں۔یہ شعبہ مصنوعات کی ایک وسیع رینج تیار کررہا ہے جیسے گھریلو اشیا، صنعتی کنٹینرز، طبی وآلات جراحی، گاڑیوں کے پرزے، اسٹیشنری سامان، پی وی سی پائپس وغیرہ۔لیکن انہیں بڑے پیانے کی اشیا سازی میں شامل نہیں کیا جاتا۔ |
| | ماخذ: http://www.aptma.org.pk/Pak_Textile_Statistics/pedrc.asp |
| | ہمارے خیال میں بڑے پیانے کی اشیا سازی کی کوریج میں تیزی سے ترقی کرتے شعبوں اور اشیا سازی کے یونٹس کی شمولیت سے توسیع ممکن ہے تاکہ بڑے پیانے کی اشیا سازی کی زیادہ حقیقت پسندانہ تصویر پیش کی جاسکے (**جدول 2.2.1**) جسے ذیل میں دیا گیا ہے:<br><br>☆ اشیا سازی کے شعبے میں مالی سال 14ء کے دوران ٹیکسٹائلز کے شعبے کی نمو سست رہی لیکن ٹیکسٹائل کے تقریباً تمام زمروں کی برآمدی مقدار (علاقہ سوتی دھاگہ) میں اضافہ دیکھا گیا۔درحقیقت یورپی یونین سے جی ایس پی پلس کی حیثیت ملنے سے اس شعبے میں مضبوط نمو کے امکانات روشن ہیں۔[36] پیداوار اور برآمدی اعداد وشمار میں ربط کے فقدان کا مسئلہ ٹیکسٹائلز کے ڈیٹا کی کوریج میں بہتری سے حل کیا جا سکتا ہے۔ایل ایس ایم اشاریے میں ٹیکسٹائلز کے 20 فیصد حصے کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات اور زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔<br><br>☆ گاڑیوں کے شعبے میں بسوں اور ٹرکوں کی پیداوار میں معتدل اضافہ ہوا ہے، اگر دو بڑی فرمز کی نمو کے اعداد وشمار کو شامل کیا جائے جو پے اے ایم اے کا حصہ نہیں ہیں۔<br><br>☆ کیمیکلز کے شعبے میں کاسٹک سوڈا کی پیداوار میں 2013ء کے دوران کمی ہوئی تھی (بڑے پیانے کی اشیا سازی کے اعداد وشمار کے مطابق) جبکہ اینگرو کیمیکلز نے اس سال پیداوار میں 5.6 فیصد اضافہ رپورٹ کیا ہے۔[37] اس کمپنی کی شمولیت کاسٹک سوڈا میں رپورٹ کردہ کمی کا اثر زائل کرسکتی تھی۔<br><br>☆ مالی سال 14ء کے دوران غذائی وغیر غذائی دونوں قسم کی ایف ایم سی جیز کے تمام اہم اشیا سازوں میں سیلز اور منافع کے مارجنز میں صحت منداضافہ ہوا جس سے اس شعبے میں مضبوط نمو کی نشاندہی ہوتی ہے۔[38]<br><br>☆ جہاں تک پلاسٹک کا تعلق ہے، اگرچہ مالی سال 14ء کے دوران برآمدات میں کمی واقع ہوئی ہے تاہم خام مواد کی درآمدات میں اس سال 26.4 فیصد نمو ہوئی جس سے اشیا سازی کے اس جز میں بلند نمو کی نشاندہی ہوتی ہے۔ |

33 http://unstats.un.org/unsd/cr/registry/regcst.asp?Cl=17

34 بھارت کی جانب سے دیے گئے اشیا سازی کے اعداد وشمار میں آئی ایس آئی سی میں شناخت کردہ تمام زمرے شامل ہیں۔ http://mospi.nic.in/Mospi_New/upload/iip_11_july2014.pdf

35 اسی طرح شیشے کی پیداوار کے ایک بڑے اشیا ساز کو بڑے پیانے کی اشیا سازی کے اشاریے میں شامل نہیں کیا گیا۔

36 سوتی کپڑا، تیار ملبوسات، نٹ ویئر اور چادروں کی برآمدات میں مالی سال 14ء کے دوران بالترتیب 14.0 فیصد، 6.8 فیصد، 11.9 فیصد اور 20.3 فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔

37 ماخذ: کمپنی کی ویب سائٹ

38 ماخذ: کمپنی کی ویب سائٹ

### نمو میں طلب پر مبنی دباؤ

گاڑیاں: مالی سال 14ء میں بھی گذشتہ برس کا رجحان جاری رہا اور اس شعبے میں منفی نمو دیکھی گئی (شکل 2.5)۔[39] اس کا سبب طلب میں کمی تھی جو ملکی فروخت اور درآمدات کے حجم میں کمی سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔

سب سے نمایاں کمی ٹریکٹروں کی پیداوار میں ہوئی جس کا سبب ان کے جی ایس ٹی نرخوں میں اضافہ تھا جو مالی سال 13ء کے 10 فیصد سے بڑھ کر مالی سال 14ء میں 16 فیصد تک پہنچ گئے تھے (جدول 2.7)۔[40] مزید برآں، انڈس موٹرز کی جانب سے ایک مقبول ماڈل کو مرحلہ وار ختم کرنے اور پاک سوزوکی کی پیداوار میں معمولی کمی کے باعث کاروں اور جیپوں کی اسمبلنگ کی کارکردگی کمزور رہی۔[41] ان عوامل نے مالی سال 14ء میں ہونے والی مثبت پیش رفت کا اثر زائل کر دیا: (i) سوزوکی موٹرز کی جانب سے ایک نئی پراڈکٹ متعارف کرائی گئی[42] (ii) اٹلس ہونڈا کی پیداوار میں 11 فیصد اضافہ اور (iii) سوزوکی موٹرز کی طرف سے ایک نیا ماڈل راوی متعارف کرانے کے بعد ایل سی ویز کی طلب کا تیزی سے بڑھنا اور (iv) کارمالکاری کا مالی سال 13ء کے 5.4 ارب روپے سے بڑھ کر مالی سال 14ء میں 13.2 ارب روپے تک پہنچ جانا۔[43] دسمبر 2012ء سے استعمال شدہ درآمدی کاروں کی عمر کی حد میں کمی کے باوجود کاروں اور جیپوں کی پیداوار میں کمی ہوئی جبکہ پاکستانی روپے کی قدر بڑھنے سے 2014ء میں بیشتر کاروں کی قیمتوں میں کمی بھی معاون ثابت نہیں ہوسکی۔[44]

مالی سال 15ء میں گاڑیوں کے شعبے کے امکانات مثبت نظر آتے ہیں۔ اس کا سبب متعدد عوامل ہیں: (i) انڈس موٹرز کے نئے ماڈل متعارف ہونے سے مالی سال 15ء میں گاڑیوں کے شعبے میں تیزی آنی چاہیے (ii) مالی سال 15ء کے بجٹ میں ٹریکٹروں پر جی ایس ٹی کو 16 فیصد سے کم کرکے 10 فیصد کرنے سے ان کی طلب بڑھے گی (iii) حکومت پنجاب کی جانب سے ییلو کیب اسکیم کا اعلان[45] (iv) مالی سال 15ء کے بجٹ میں 1800 سی سی پلس کاروں پر عائد

**شکل 2.5: گاڑیوں کی صنعت کی کارکردگی (سال بسال نمو)**

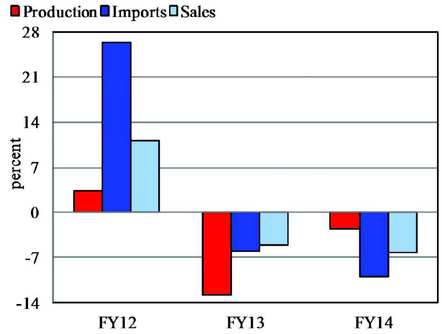

Source: Pakistan Bureau of Statistics & PAMA

**جدول 2.7: گاڑیوں کی اسمبلنگ میں نمو (فیصد)**

| | م س12ء | م س13ء | م س14ء |
|---|---|---|---|
| گاڑیاں | 3.4 | -12.8 | -2.6 |
| ٹریکٹرز | -32.0 | 5.6 | -32.1 |
| بسیں | 15.9 | -8.1 | 7.1 |
| جیپ اور کاریں | 14.7 | -21.3 | -3.5 |
| اسکوٹر/موٹر سائیکلز | 0.8 | 1.5 | 3.2 |
| ایل سی ویز | 9.3 | -30.6 | 20.4 |
| ٹرک | -7.6 | -26.0 | 39.1 |

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

**شکل 2.6: سیمنٹ کی پیداوار کے رجحانات (سال بسال نمو)**

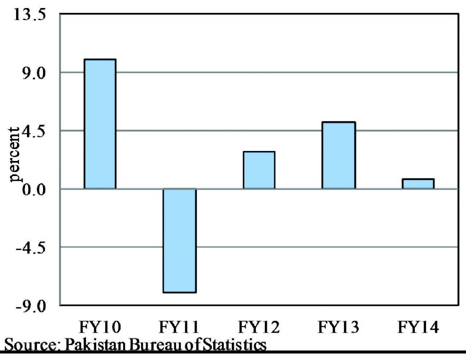

Source: Pakistan Bureau of Statistics

39 مالی سال 13ء کے دوران 12.8 فیصد کی نمایاں کمی کے مقابلے میں مالی سال 14ء میں گاڑیوں کے شعبے کی پیداوار میں 2.6 فیصد کمی واقع ہوئی تھی۔

40 مالی سال 13ء میں جی ایس ٹی کی شرح میں کمی (16 سے 10 فیصد) اور پنجاب اور سندھ میں زراعانت پر مبنی ٹریکٹر اسکیموں کے نتیجے میں مالی سال 13ء میں اس کی پیداوار اور فروخت میں اضافہ ہوگیا تھا۔ قبل ازیں حکومت نے مارچ 2011ء میں ٹریکٹروں پر 17 فیصد سیلز ٹیکس عائد کردیا تھا جسے 12-2011ء کے بجٹ میں کم کرکے 16 فیصد کردیا گیا۔

41 مالی سال 14ء کے دوران ٹویوٹا کی پیداوار میں 14.5 فیصد کمی ہوئی جبکہ سوزوکی موٹرز میں 2.8 فیصد کمی ریکارڈ کی گئی۔

42 مالی سال 14ء کے دوران سوزوکی موٹرز نے ویگن آر کے 2,208 اکائیوں کی پیداوار کی تھی۔

43 کارمالکاری حاصل کرنے والے قرض گیروں کی مجموعی تعداد مالی سال 13ء کے 116,474 سے بڑھ کر مالی سال 14ء میں 123,005 تک پہنچ گئی۔

44 2014ء کے دوران پاکستانی روپے کی قدر میں اضافے کے باعث پاک سوزوکی نے اپنی کاروں کی قیمتوں میں 5,000 تا 100,00 روپے تک کمی کی ہے۔ انڈس موٹرز نے اپنی کاروں اور پک اپس کی قیمتیں 75,000 روپے تک کم کردیں جبکہ ہنڈا اٹلس کارز پاکستان لمیٹڈ نے کار کی قیمتوں میں 30,000 تا 40,000 روپے کمی کی ہے۔

45 حکومت مذکورہ اسکیم کے تحت 35,000 کاریں تقسیم کرنا چاہتی ہے جس کا اعلان مالی سال 15ء کے صوبائی بجٹ میں کیا گیا ہے۔ پنجاب حکومت نے مالی سال 12ء میں ایسی ہی ایک اسکیم کا اعلان کیا تھا جس کے تحت 20,000 کاریں تقسیم کی گئی تھیں۔

10 فیصد وفاقی ایکسائز ڈیوٹی کا خاتمہ[46] اور (v) حکومت نے ایک بار پھر مقامی کارسازوں کو سی این جی کٹس درآمد کرنے اور اسے اپنی کاروں میں نصب کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

مالی سال 15ء میں گاڑیوں میں مضبوط نمو کے امکانات سے قطع نظر اس صنعت کے طویل مدتی امکانات خوش آئند نہیں۔ اس کا سبب تحفظ کی طویل مدت کے باوجود صنعت میں اندرون ملک پیداوار کی صلاحیت کا فقدان ہے۔ اس لیے اس شعبے کی کارکردگی کے متعلق کئی سوالات پیدا ہوتے ہیں (i) داخلی پیداوار کی پست سطح کے باعث یہ صنعت شرح مبادلہ میں ہونے والی تبدیلیوں کے مقابلے میں کمزور ہے کیونکہ یہ پیداواری لاگت اور خردہ قیمتوں پر اثر انداز ہوتی ہے (ii) پیداوار کی کم از کم سطح کے باعث کفایت حجم سے استفادہ ممکن نہیں (iii) گاڑیوں کے مقامی ساختہ پرزوں کے پست معیار نے پائیداری اور مسافروں کی حفاظت کے بارے میں خدشات بڑھا دیے ہیں اور (iv) اس صنعت کو طویل مدت سے دی گئی تحفظ کی بلند سطح کا نتیجہ صارفی تقاضوں کو نظر انداز کرنے کی صورت میں برآمد ہوا ہے۔ یہ صورتحال بھارت کے بالکل برعکس ہے جہاں پر صارفین کو مسابقتی نرخوں پر مصنوعات کی ایک وسیع رینج دستیاب ہے (خصوصی سیکشن 2.1)۔

### سیمنٹ

مالی سال 14ء میں سیمنٹ کی پیداوار میں نمو گر کر 0.8 فیصد ہو گئی جبکہ مالی سال 13ء میں یہ 5.1 فیصد بڑھی تھی (شکل 2.6)۔ اس کا سبب کمزور ملکی طلب اور برآمدات میں کمی تھی۔

جدول 2.8: سیمنٹ کی فروخت کے محرکات

| | فروخت میں حصہ | سال بسال نمو | | |
|---|---|---|---|---|
| | م س14ء | م س12ء | م س13ء | م س14ء |
| **ملکی فروخت** | 76.3 | 9 | 4.7 | 4.3 |
| پنجاب وخیبر پختونخوا | 63.2 | 8.2 | 5.1 | 6.5 |
| سندھ و بلوچستان | 13 | 12.3 | 2.9 | -5.2 |
| **برآمدات** | 23.7 | -7.1 | -2.3 | -2.8 |
| افغانستان | 10.7 | -0.2 | -6.6 | -17 |
| بھارت | 2 | 2.7 | -20.4 | 40.5 |
| باقی دنیا | 11.1 | -17 | 7.4 | 9.1 |
| فروخت میں مجموعی نمو | | 4.2 | 2.8 | 2.5 |

ماخذ: اے پی سی ایم اے

**شکل 2.7: افغانستان: ترقیاتی اخراجات اور پاکستان سے سیمنٹ کی درآمدات**

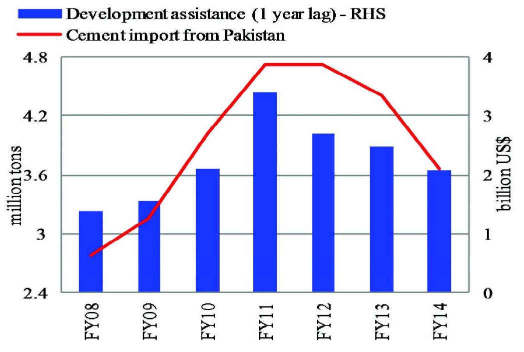


Source: APCMA; www.sigar.mil

سیمنٹ کی فروخت کے اجزائے ترکیبی سے پتہ چلتا ہے کہ تقریباً دو تہائی طلب ملکی خدمات سے پیدا ہوئی، خاص طور پر پاکستان کے شمالی علاقوں سے (پنجاب اور خیبر پختون خوا۔ جدول 2.8)۔[47]

راولپنڈی اسلام آباد میٹرو بس، قراقرم ہائی وے[48] کے خنجراب سیکشن میں توسیع، ملتان فیصلہ آباد موٹروے پراجیکٹ جیسے جاری بڑے منصوبوں نے مالی سال 14ء میں پنجاب اور خیبر پختون خوا میں طلب پیدا کی تھی۔ تاہم، سندھ اور بلوچستان میں کمزور تعمیراتی سرگرمیاں مجموعی فروخت میں کمی کا باعث بنیں۔

برآمدات کے لحاظ سے پاکستان کی سیمنٹ افغانستان، بھارت، سری لنکا اور افریقہ کے مختلف ممالک کو بھیجی جاتی ہے۔ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی جانب سے ملک کی تعمیر نو شروع کرنے کے بعد سے اس کی برآمدات میں افغانستان کو اہمیت حاصل رہی ہے (شکل 2.7)۔ لیکن افغانستان سے اقوام متحدہ کی افواج کی واپسی کے بعد سے اس کی برآمدات میں

46 http://www.finance.gov.pk/press_releases.html

47 شمالی خطے کو فروخت کا اوسط حصہ گذشتہ پانچ برسوں کے دوران 82.4 فیصد رہا ہے۔

48 اس میں گلگت بلتستان میں قراقرم ہائی وے (ریلکو خنجراب سیکشن) کی نو آباد کاری اور توسیع شامل ہے (ماخذ: منصوبہ بندی کمیشن)۔ 49۔ خام مال کی وافر دستیابی اور سستی توانائی کی بدولت ایران کی سیمنٹ کی صنعت تیزی سے ترقی کر رہی ہے۔ ایران نے 2013ء میں اپنے سیمنٹ کی پیداواری گنجائش کو 42.7 ملین ٹن سے بڑھا کر 75 ملین ٹن کر دیا تھا اور یہ ایرانی صنعت 2015ء تک 110 ملین ٹن کا ہدف حاصل کرنے کی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔ ماخذ؛ یو ایس جی ایس منرل ایئر بک: ایران اور http://www.globalcement.com۔

کمی شروع ہوگئی جبکہ افغانستان میں پاکستانی سیمنٹ کو ایران سے بھی سخت مسابقت کا سامنا ہے۔[49]

مالی سال 13ء میں جنوبی افریقہ پاکستانی سیمنٹ کا دوسرا بڑا درآمدکنندہ بن گیا۔[50] تاہم، جنوبی افریقہ میں سیمنٹ سازوں نے حال ہی میں اپنے انٹرنیشنل ٹریڈ ایڈمنسٹریشن کمیشن (آئی ٹی اے سی) میں ایک پٹیشن دائر کی ہے جس میں الزام عائد کیا گیا ہے کہ پاکستان ان کی منڈی میں اپنی سیمنٹ کم قیمت پر فروخت کررہا ہے۔[51] اس اقدام سے پاکستان کی افریقہ کو برآمدات پر منفی اثرات مرتب ہوسکتے ہیں۔ مستقبل میں سیمنٹ کی بیشتر طلب انفراسٹرکچر کے مقامی منصوبوں سے آنے کی توقع ہے۔

زیادہ اہم بات یہ ہے کہ سیمنٹ کی فروخت میں سست روی کے باوجود مالی سال 14ء میں بڑے پیداواری یونٹس کی نفع یابی میں اضافہ ہوا (**شکل 2.3.1 الف اور ب**)۔ بڑے برانڈز کو منڈی میں حاصل قوت کے علاوہ بعض کی نفع یابی میں اضافے کو ان فرمز کی جانب سے جاذب لاگت انتظام سے منسلک کیا جاسکتا ہے (**باکس 2.3**)۔ علاوہ ازیں، گذشتہ چند برسوں کے دوران سیمنٹ کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ بھی صنعت کی آمدنی کو بڑھانے میں معاون رہا ہے۔

**باکس 2.3: سیمنٹ۔ مارکیٹ میں بڑی فرمز کو بالادستی**

سیمنٹ کے شعبے کی چھوٹے و بڑے پیداواری یونٹس کے طور پر درجہ بندی سے بعض دلچسپ حقائق سامنے آتے ہیں۔[52]

- پانچ بڑی فرمز کا سیمنٹ کی مقامی طلب میں 56.5 فیصد اور سیمنٹ کی مجموعی برآمدات میں 65.0 فیصد حصہ ہے۔
- بڑی فرمز کی مالی صورتحال چھوٹی فرمز کے مقابلے میں زیادہ مضبوط ہے۔ خاص کر بڑی فرمز کے منافع کے مارجنز بلند ہیں جو مضبوط آمدنی اور لاگت کے بہتر انتظام کو ظاہر کرتا ہے (**شکل 2.3.1 الف اور ب**)۔[53]
- لاگت کا انتظام کرنے کے لیے بڑے فریق توانائی پر مبنی مستعد ٹیکنالوجیز پر منتقل ہوچکے ہیں جیسے ویسٹ ہیٹ ریکوری (ڈبلیو ایچ آر) پلانٹس، ری فیوز ڈیرائیوڈ فیول (آر ڈی ایف) اور ٹائر ڈیرائیوڈ فیولز (ٹی ڈی ایف)۔ بجلی کی قیمتوں اور جی آئی ڈی سی کی نرخوں میں اضافے کو مدنظر رکھتے ہوئے اس متبادل توانائی کا استعمال سیمنٹ کے شعبے کی بحالی میں کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔ صنعت کی نصف فرمز جاذبِ ایندھن پلانٹس پر منتقل ہوچکی ہیں اس لیے ان کی توانائی کی لاگت کم ہوچکی ہے (**شکل 2.3.2**) جبکہ دیگر چار فرمز ان یونٹس کی تنصیب کے مرحلے میں ہیں۔
- بڑی فرمز نے جولائی تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران اپنی تقسیمی لاگت میں کمی کردی ہے جبکہ انہی کمپنیوں کے لیے تقسیم کی لاگت میں 29.2 فیصد اضافہ ہوگیا ہے۔[54]
- بڑی اور چھوٹی دونوں فرمز نے بینکوں پر انحصار کم کردیا ہے جس سے مالی سال 13ء کے مقابلے میں جولائی تا مارچ مالی سال 14ء میں ان کی مالکاری کی لاگت میں بالترتیب 29.2 اور 50.1 فیصد کمی واقع ہوئی ہے[55] جسے کوئلے

**شکل 2.3.2: ایندھن کی استعداد رکھنے والی سیمنٹ پلانٹس جو توانائی کا مختلف سیٹ اپ رکھتے ہیں (ایندھن کی اوسط لاگت بلحاظ فروخت کا فیصد)**

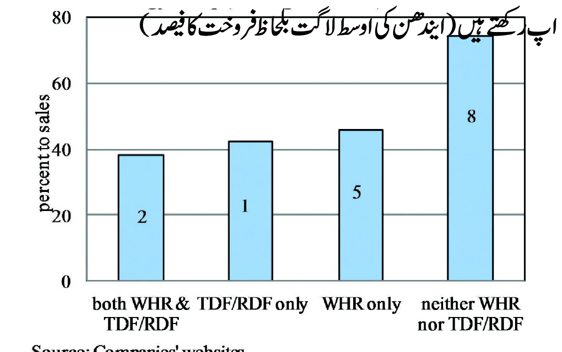


Source: Companies' websites
Figures shows number of plants having these setups

**شکل 2.3.1 الف: خام منافع کا مارجن (جولائی تا مارچ)**

**ب: سیمنٹ کی صنعت کا قبل از ٹیکس منافع (جولائی تا مارچ)**

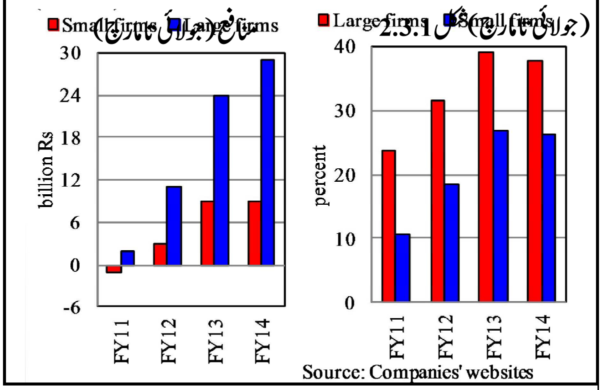


Source: Companies' websites

49 خام مال کی وافر دستیابی اور سستی توانائی کی بدولت ایران کی سیمنٹ کی صنعت تیزی سے ترقی کررہی ہے۔ ایران نے 2013ء میں اپنے سیمنٹ کی پیداواری گنجائش کو 42.7 ملین ٹن سے بڑھا کر 75 ملین ٹن کردیا تھا اور یہ ایرانی صنعت 2015ء تک 110 ملین ٹن کا ہدف حاصل کرنے کی منصوبہ بندی کررہی ہے۔ ماخذ؛ یو ایس جی ایس منرل ایئر بک: ایران اور http://www.globalcement.com۔

50 پاکستان دفتر شماریات کے مطابق مالی سال 14ء میں جنوبی افریقہ کو سیمنٹ کی برآمدات بڑھ کر 1.3 ملین ٹن تک پہنچ گئی تھیں جو مالی سال 09ء کی اسی مدت میں 828 ٹن تھیں۔

51 ڈمپنگ کا مطلب کسی پراڈکٹ کو اس قیمت پر برآمد کرنے کا عمل ہے اور یہ قیمت ملکی منڈی سے کم ہوتی ہے۔ ماخذ: http://www.itac.org.za/notices.asp۔

52 پیداوار اور گنجائش کی شماریات کی بنیاد پر پاکستان کی سیمنٹ کی صنعت کو بڑی اور چھوٹی فرمز کے دو گروپس میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ 16 فہرستی کمپنیوں میں سے 5 کمپنیوں کی پیداواری گنجائش 3 ملین ٹن سالانہ سے زائد ہے اور انہیں بڑے کارخانے قرار دیا جاسکتا ہے جبکہ دیگر کو چھوٹے کارخانے کے زمرے میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

53 بڑی فرمز کے خام منافع کا مارجن تقریباً 43 فیصد ہے جو چھوٹی کمپنیوں سے بلند ہے۔

54 خاص طور پر، لکی سیمنٹ نے اپنا بیڑا متعارف کرانے اور پورٹ قاسم پر گوداموں کی تعمیر سے اپنی لاگت کو کم کردیا ہے۔

55 چھوٹی فرمز کے لیے مسلسل کمی ان کے بلند لیوراجیہ کے سبب ہے۔

کی عالمی قیمتوں[56] میں کمی، ملکی قیمتوں میں اضافے اور قرض گاری کی شرحیں بڑھنے سے فائدہ پہنچا ہے۔[57]

- تاہم، یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ بہتر لاگت کی ساخت کے باوجود سیمنٹ کی قیمت میں کمی واقع نہیں ہوئی۔ اس کے برعکس گذشتہ پانچ برسوں کے دوران سیمنٹ کی قیمتوں میں اضافے کا رجحان رہا ہے (سیمنٹ کی قیمت میں مالی سال 10ء سے اب تک 74.8 فیصد اضافہ ہو چکا ہے) (شکل 2.3.3)[58]۔ یہ رجحان علاقائی ممالک کے برعکس ہے جہاں پر گرانی سے مطابقت شدہ قیمتوں میں گذشتہ دو برسوں کے دوران کمی واقع ہوئی ہے (شکل 2.3.4)۔

**شکل 2.3.3: سیمنٹ بمقابلہ کوئلے کی قیمتیں**

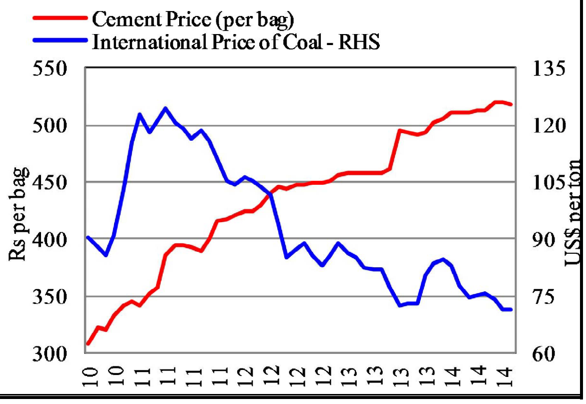


**شکل 2.3.4: م س 14ء میں گرانی سے مطابقت کردہ سیمنٹ کی قیمتوں میں سال بسال نمو**

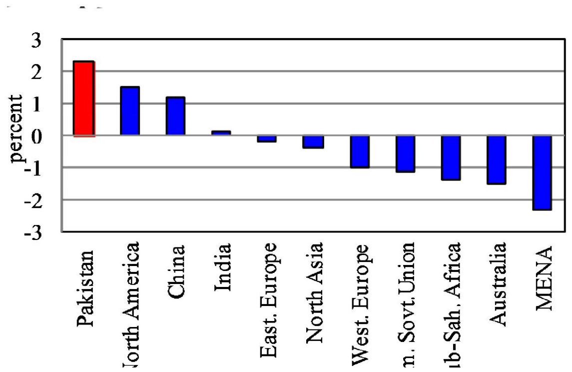


## پاکستان اسٹیل ملز کی پیداواری سرگرمیوں کی معطلی نے فولاد کی پیداوار کو متاثر کیا

پاکستان اسٹیل ملز کو درپیش سیالیت کے مسئلے میں شدت کی وجہ سے نومبر 2013ء میں اس کے آپریشنز مکمل طور پر بند ہو گئے تھے جو مالی سال 14ء میں اس کا حصہ کم کرنے کا سبب بنا (شکل 2.8)۔[59] یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ پاکستان اسٹیل مل ملک میں خام فولاد کا واحد پیدا کار ہے جسے فولاد کی مختلف مصنوعات بنانے کے لیے بطور خام مال استعمال کیا جاتا ہے۔[60] اس لیے پاکستان اسٹیل مل کے آپریشنز کی بندش نے نجی شعبے کے فولاد سازوں کو درآمدی خام فولاد پر انحصار کرنے پر مجبور کر دیا۔ پیداواری گنجائش میں توسیع کے ساتھ ساتھ متبادل توانائی کے ذرائع کو استعمال کرنے کی وجہ سے فولاد کے نجی شعبے میں مضبوط نمو ہو رہی ہے۔[61] پاکستان اسٹیل کی پیداوار منہا کرنے کے بعد مالی سال 14ء میں فولاد سازی میں 18.1 فیصد اضافہ ہوا جو مالی سال 13ء میں مطابقت کے بعد 16.9 فیصد تھی۔

**شکل 2.8: فولاد کی پیداوار میں پاکستان اسٹیل ملز کا حصہ**

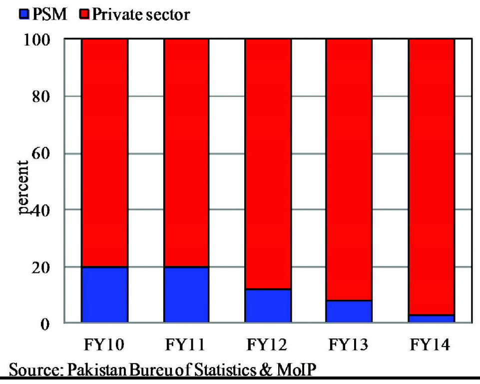


Source: Pakistan Bureau of Statistics & MoIP

## سوتی دھاگے کی نمو کو محدود کرنے میں متعدد عوامل نے اہم کردار ادا کیا

سوتی دھاگے کی نمو مالی سال 13ء کے 2.1 فیصد سے گر کر مالی سال 14ء میں 1.6 فیصد ہو گئی جس کی وجوہات یہ ہیں: (i) مالی سال 14ء میں مسلسل دوسرے سال کپاس کی پیداوار میں کمی[62] (ii) چین کی کپاس پالیسی میں تبدیلی جو پاکستان کے سوتی دھاگے کی طلب میں کمی کا باعث بنی (iii) پنجاب میں گیس کی موسمی قلت کی شدت میں اضافہ[63] اور (iv)

56 مالی سال 14ء کے دوران کوئلے کی عالمی قیمتوں میں 13.0 فیصد کمی ہوئی جو مالی سال 13ء کے 95.2 امریکی ڈالر فی میٹرک ٹن سے مالی سال 14ء میں 82.8 امریکی ڈالر فی میٹرک ٹن تک پہنچ گئی۔

57 پالیسی ریٹ میں 100 بی پی ایس اضافے کے باوجود مالی سال 14ء میں بہ وزن اوسط شرح قرض گاری میں 19 بی پی ایس کی کمی واقع ہوئی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ بینک عام طور پر پرانے صارفین کو پرکشش نرخوں کی پیشکش کرتے ہیں جبکہ نئے صارفین کو زیادہ شرح پر قرضہ فراہم کیا جاتا ہے۔

58 مالی سال 10ء میں سیمنٹ کی قیمتوں میں 19.9 فیصد کمی واقع ہوئی۔

59 تاہم، پاکستان اسٹیل مل نے مئی 2014ء میں حکومت کی جانب سے 18.5 ارب روپے مالیت کے تشکیل نو منصوبے کی منظوری کے بعد دوبارہ کام شروع کر دیا تھا۔

60 مالی سال 13ء میں فولاد کی مجموعی پیداوار میں خام فولاد کا حصہ 4.8 فیصد تھا جو مالی سال 14ء میں گر کر 1.8 فیصد پر آ گیا۔

61 مالی سال 14ء میں کراچی کے ایک فولاد سازی پلانٹ (امریلی اسٹیل) کی پیداواری گنجائش میں توسیع دیکھی گئی۔

62 کپاس کی پیداوار مالی سال 12ء کے 13.6 ملین گانٹھوں سے گر کر مالی سال 13ء میں 13.1 ملین گانٹھیں اور مالی سال 14ء میں 12.8 ملین گانٹھیں ہو گئی۔

63 پاکستان کی سوتی دھاگے کی چین کو برآمدات میں گذشتہ برس کے مقابلے میں جولائی تا مئی 2014ء کے دوران 10.4 فیصد کمی واقع ہوئی۔

بھارت سے سوتی دھاگے کی ڈیوٹی فری درآمد، جس کی وجہ سے مقامی صنعت کو سخت مسابقت کا سامنا کرنا پڑا۔[64] مالی سال 10 میں رسدی مشکلات کم کرنے کے لیے سوتی دھاگے کی درآمد پر ڈیوٹی کو 5 فیصد سے کم کر کے صفر کر دیا گیا تھا۔[65] اگرچہ رسد میں تیزی سے بہتری آ گئی تھی لیکن ڈیوٹی میں نرمی کو برقرار رکھا گیا کیونکہ یہ کچھ فریقوں کے لیے موزوں تھی۔ تاہم، مالی سال 14 میں دھاگے کی مقامی صنعت پر اس نرمی کے منفی اثرات ظاہر ہونا شروع ہو گئے تھے اور اسی لیے حکومت نے اسے اپریل 2014ء میں واپس لے لیا تھا۔

**شکل 2.9: پکانے کے تیل کی پیداوار میں نمو اور عالمی قیمتیں**

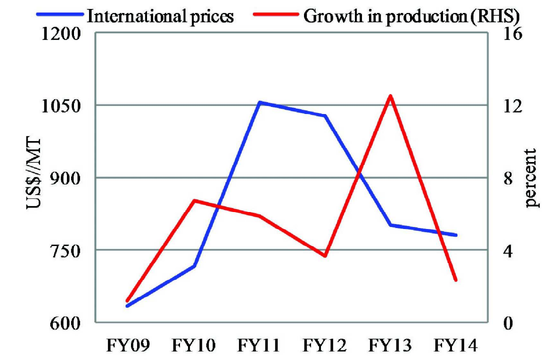


Source: PBS & IMF

### گذشتہ برس کے اساسی اثر نے خوردنی تیل کی نمو کم کر دی

خوردنی تیل کی پیداوار میں نمو مالی سال 13ء کے 12.5 فیصد سے گر کر مالی سال 14ء میں صرف 2 فیصد رہ گئی۔ اس کا سبب مالی سال 13ء میں پام آئل کی عالمی قیمتوں میں نمایاں کمی (18.1 فیصد) کے باعث خوردنی تیل کی ملکی پیداوار میں بلند نمو تھی۔ خوردنی تیل کی پیداوار میں گذشتہ پانچ برسوں کی اوسط کے مقابلے میں مالی سال 13ء میں 23.0 فیصد اضافہ ہوا تھا۔[66] مالی سال 14ء میں پکانے کے تیل کی پیداوار گذشتہ برس حاصل ہونے والی کئی برسوں کی بلند نمو سے زیادہ رہی تھی لیکن مالی سال 14ء میں نمو معمول کے رجحان پر لوٹ آئی تھی (**شکل 2.9**)۔

### پاکستانی روپے کی قدر میں کمی نے دوا سازی کی صنعت کو متاثر کیا

مالی سال 14ء میں دوا سازی کی نمو گذشتہ برس ہونے والے 6.3 فیصد اضافے سے 0.2 فیصد کم رہی۔ اس کا سبب مالی سال 14ء کی پہلی ششماہی میں پاکستانی روپے کی قدر گرنے اور ادویات کی قیمتوں کی پالیسی میں تاخیر کے باعث خام مال کی قیمتوں میں ہونے والا اضافہ تھا (**باکس 2.4**)۔ 2013ء میں فہرستی دوا ساز کمپنیوں کی نفع یابی کی ملی جلی تصویر ابھر کر سامنے آتی ہے۔ نو میں سے چھ فہرستی کمپنیوں کے خام منافع کے مارجن 2013ء میں پیداواری لاگت بڑھنے کے باعث سکڑ گئے تھے۔[67]

**باکس 2.4: دوا سازی۔ پاکستان میں ضوابطی مسائل**

ڈرگ ریگولیٹری اتھارٹی آف پاکستان (ڈی آر اے پی) کا قیام نومبر 2012ء میں وزارت صحت کی جون 2011ء میں صوبوں کو منتقلی کے بعد عمل میں لایا گیا تھا۔ ڈی آر اے پی ایک خود مختار ادارہ ہے جو وزارت صحت سروسز ریگولیشنز اور کوآرڈینیشن کے تحت قائم ہے۔ اس کے اہم فرائض یہ ہیں:

1) قیمتوں کا تعین: ادویات کی خردہ قیمتوں سے متعلق مسائل کی ضابطہ کاری

2) لائسنسوں کا اجرا: پروسیسنگ پلانٹ اور احاطے کی توثیق کے بعد دوا تیار کرنے کے لائسنس جاری کرنا

3) دوا کی رجسٹریشن: مقامی اشیا سازوں یا درآمدی ادویات کے لیے

**ضوابطی مسائل**

ادویات کی قیمتوں کا تعین: پاکستان میں ادویات کی قیمتوں کا ایک تعین ایک متنازعہ مسئلہ بن چکا ہے۔ حکومت ادویات کی قیمتیں ڈرگز ایکٹ 1976ء کے تحت کنٹرول کرتی ہے۔ متعدد ادویات کی قیمتیں 2001ء سے منجمد ہیں۔ صرف بعض مستثنیات ہیں جنہیں مشکل صورتحال کا الاؤنس دیا جاتا ہے۔[68] مزید برآں، دوا سازی کی صنعت پاکستانی روپے کی قدر میں کمی، ٹیکسوں میں اضافے اور بجلی کی قیمتوں کا اثر زائل کرنے کے لیے قیمتوں پر جامع نظر ثانی کا مطالبہ کر رہی ہے۔ جون 2011ء میں مالیاتی عدم مرکزیت کے باعث قیمتوں کی سرکاری پالیسی مزید تاخیر کا شکار ہو گئی تھی۔ منقولی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ دوا ساز کمپنیوں نے مالی سال 12ء میں وزارت صحت کی صوبوں کو منتقلی کے بعد یکطرفہ طور پر کئی ادویات کی قیمتوں میں اضافہ کر دیا تھا۔ ڈی آر اے پی نے اگست 2013ء میں ایک ڈرگ پرائسنگ کمیٹی (ڈی پی سی) تشکیل دی تھی جسے ادویات کی قیمتوں کے مسائل کا جائزہ لینے کا کام سونپا گیا تھا۔ یہ ایک دلچسپ امر ہے کہ ڈی پی سی نے نومبر 2013ء میں اعلان کے ساتھ ہی متعدد ادویات کی قیمتوں میں اضافہ واپس لے لیا تھا۔[69] دوا ساز کمپنیوں کی ایسوسی ایشن نے سندھ ہائی کورٹ میں قیمتیں واپس لینے کے خلاف درخواست دائر کی تھی جس نے ڈی پی سی کے فیصلے کو کالعدم قرار دے دیا۔[70] ہم ادویات کی

64 جولائی تا مئی 2014ء میں بھارت سے سوتی دھاگے کی برآمد میں گذشتہ برس کی نسبت 53.3 فیصد اضافہ ہوا۔

65 ایس آر او 15(1)/2010ء بتاریخ 6 جنوری 2010ء۔

66 پام آئل کی عالمی قیمتیں 2012ء میں 939.8 ڈالر فی میٹرک ٹن سے گر کر 2013ء میں اوسطاً 764.2 امریکی ڈالر فی میٹرک ٹن ہو گئیں۔ قیمتوں میں کمی کے باعث ملائشیا کے آر بی ڈی پام آئل کی درآمد جولائی تا مئی 2012ء کے 444.5 ہزار میٹرک ٹن سے بڑھ کر مالی سال 13ء کی اسی مدت میں 742.1 ہزار میٹرک ٹن تک پہنچ گئیں۔ مالی سال 13ء میں خوردنی تیل کی پیداوار 363.4 ہزار ٹن تھی جو گذشتہ پانچ برسوں کے دوران 295.3 ہزار ٹن سے 23.0 فیصد زیادہ ہے۔

67 چونکہ بیشتر کمپنیاں تقویمی سال پر عمل پیرا ہوتی ہیں، اس لیے ایسی مالیات میں مالی سال 14ء کی دوسری ششماہی کے دوران پاکستانی روپے کی قدر میں اضافے کو شامل نہیں کیا جاتا۔

68 مشکل صورتحال الاؤنس صرف ان مصنوعات پر دیا جاتا ہے جہاں اس دوا کی مسلسل دستیابی یقینی بنانے کے لیے اس کی قیمت میں فوری اضافے کی ضرورت ہے۔

69 ایس آر او 1002(1)/2013ء بتاریخ 27 نومبر 2013ء۔

70 اوورسیز انویسٹرز چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری، سالانہ رپورٹ (2013ء)۔

قیمتوں کی سرکاری پالیسی کی جلد تشکیل کے ذریعے مسئلے کے فوری حل پر یقین رکھتے ہیں کیونکہ اس سے ملک میں ادویات کی قیمتوں کے متعلق پائی جانے والی غیر یقینی صورتحال کے خاتمے میں مدد ملے گی۔

درآمدی پالیسی: ادویات اور ملکی پیداوار کے لیے خام مال کے متعلق ایک واضح درآمدی پالیسی کی ضرورت ہے۔ ایسی ادویات جن کا خام مال ملک میں دستیاب ہے اور انہیں مقامی سطح پر تیار کیا جاسکتا ہے، انہیں درآمد نہیں کیا جانا چاہیے۔ منقولی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ فی الوقت کئی ایسی ادویات درآمد کر کے ان قیمتوں پر فروخت کی جارہی ہیں جو مقامی پیدا کردہ ادویات سے بلند ہیں۔

ادویات کی رجسٹریشن اور لائسنسوں کے اجرا میں تاخیر کا نتیجہ منڈی میں غیر قانونی ادویات کے فروغ کی صورت میں برآمد ہوا ہے۔[71] فی الوقت، نئی ادویات کی رجسٹریشن اور لائسنسوں کی تجدید کے لیے درخواستوں کی بڑی تعداد منظوری کی منتظر ہے۔ اس کا ایک سبب 2012ء میں ڈی آر اے پی کے قیام میں تاخیر ہے۔ چونکہ درخواستیں خاصی تعداد میں جمع ہوچکی ہیں اس لیے سستی ادویات کی دستیابی کے لحاظ سے ملکی منڈی پیچھے رہ گئی ہے۔ ادارہ جاتی ضروریات اور ڈی آر اے پی کے وسائل کی بنیاد کو تقویت دینے کی ضرورت ہے تاکہ زیر التوا کیسز کو تیزی سے حل کیا جاسکے۔

کیا ہوسکتا ہے:

☆ادویات کی سرکاری پالیسی تشکیل دی جانی چاہیے۔

☆رجسٹریشن (اور لائسنسوں کی تجدید) کی منتظر ادویات کی فہرست میں زندگی بچانے والے دواؤں کو ترجیح دی جائے تاکہ غیر قانونی ادویات کے پھیلاؤ کو روکا جاسکے۔

☆ملکی صنعت اور صارفین کے تحفظ کے لیے درآمدات میں مشکلات کو دور کیا جانا چاہیے۔

☆ آخر میں ڈی آر اے پی کو چاہیے کہ اشیا سازی، برآمدات، ذخیرہ کاری، تقسیم اور ملک میں ادویات کی فروخت سے متعلق مسائل کو مؤثر انداز میں حل کرے۔

شکل 2.10: رواں شیشے کی درآمدی و برآمدی مقدار

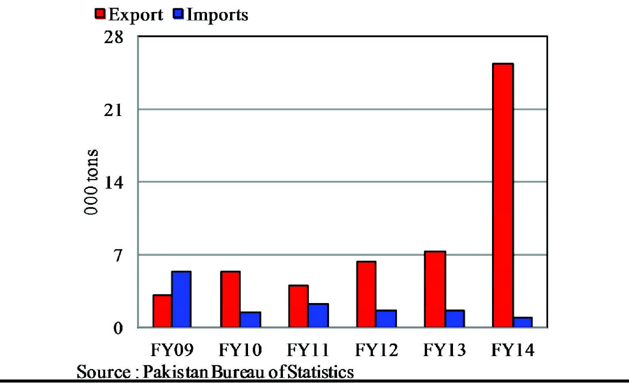

Source : Pakistan Bureau of Statistics

## گیس کی قلت کے اثرات

مالی سال 14ء میں گذشتہ برس کے مقابلے میں کاغذ و گتے کی پیداوار سست رفتاری کا شکار رہی۔ اس کا سبب مالی سال 14ء کی تیسری سہ ماہی میں گیس کی قلت کا شدت اختیار کرنا تھا۔ گیس کی عدم موجودگی کے باعث کاغذ کی فیکٹریوں کو زیادہ مہنگے تیل و ایندھن پر منتقل ہونا پڑا تھا جس نے ان کی پیداوار پر منفی اثرات مرتب کیے۔

گیس کی قلت نے شیشے کے شعبے پر بھی منفی اثرات مرتب کیے۔ بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں شیشے کی مجموعی پیداوار صرف چار گلاس ساز کارخانوں کی پیداوار پر مبنی ہے جن میں سے دو کارخانوں کو مالی سال 14ء میں گیس کی عدم دستیابی کی وجہ سے بندش کا سامنا کرنا پڑا۔[72] یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ پاکستان دفتر شماریات (پی بی ایس) پاکستان ایک نمایاں رواں شیشہ ساز کی پیداوار کو شامل نہیں کرتا جس نے مالی سال 12ء میں کام شروع کیا تھا۔ منقولی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ اس عامل کی مطابقت کے بعد شیشے کی پیداوار میں مالی سال 14ء کے دوران بہتری آنے کا امکان تھا۔ یہ مالی سال 14ء میں رواں شیشے کی برآمدات میں تیزی سے اضافے سے بھی ظاہر ہے۔

## مضبوط نمو دکھانے والے شعبے:

مالی سال 14ء کے دوران کھاد کو گیس کی دستیابی میں بہتری ایک اہم پیش رفت تھی[73] جو کھاد کے شعبے کی معاون ثابت ہوئی اور اس کی وجہ سے مالی سال 14ء میں بڑے پیمانے کی مجموعی اشیا سازی معتدل نمو حاصل کرنے میں کامیاب رہی تھی۔ جیسا کہ سابقہ رپورٹوں میں بتایا گیا ہے، ماری گیس پر چلنے والے کھاد کے پلانٹس نے ایس این جی پی ایلز نیٹ ورک پر کام کرنے والے دیگر پلانٹس سے بہتر کارکردگی دکھائی ہے (جدول 2.9)۔ خصوصاً، گدو پاور پلانٹ سے اینون (جنوبی ایشیا کے سب سے بڑے پلانٹ) کو گیس کی منتقلی مالی سال 14ء میں کھاد کی پیداوار بڑھانے میں بے حد معاون ثابت ہوئی تھی۔ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ ماری فیلڈ سے گیس کی فراہمی ابھی تک جاری ہے جو مالی سال 15ء میں کھاد کی کارکردگی کے لیے خوش آئند ہے۔

گنے کی ریکارڈ پیداوار کے باعث مالی سال 14ء میں ذخائر کی بلند سطح کے باوجود گنے کی کچل کاری میں 10.0 فیصد نمو ہوئی جس نے ملکی قیمتوں پر منفی اثرات مرتب کیے (جدول

71 قانونی حیثیت کا سرٹیفکیٹ اشیا ساز کو مخصوص مدت کے لیے دیا جاتا ہے جس کے تحت اس کی پیداوار جاری رکھنے کے لیے مقررہ میعاد ختم ہونے کے بعد اس کی تجدید کی ضرورت ہوتی ہے۔

72 رواں شیشہ، کرسٹل جیسی شفاف چادریں، اپنی پیداواری ٹیکنالوجی کے باعث عام شیشے کی چادر سے مختلف ہوتی ہیں۔

73 تفصیلات کے لیے دیکھئے مالی سال 14ء کی پہلی سہ ماہی رپورٹ۔

**جدول 2.9: یوریا کی پیداوار (ہزار ٹن)**

| کمپنی | گیس کا کنواں | گنجائش | پیداوار م س13ء | پیداوار م س14ء | حصہ م س13ء | حصہ م س14ء |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ای ایف ای آرٹی | ایس این جی پی ایل اور ایم جی سی ایل | 2,275 | 1,076 | 1,732 | 25.5 | 35.6 |
| ایف ایف سی | | 2,599 | 2,684 | 2,606 | 63.7 | 53.6 |
| فوجی (پاک سعودی) | ایم جی سی ایل | 718 | 840 | 810 | 19.9 | 16.7 |
| فوجی (جی ماچی) | ایم جی سی ایل | 1,330 | 1,587 | 1,583 | 37.6 | 32.6 |
| ایف ایف بی ایل | ایس ایس جی سی | 551 | 257 | 213 | 6.1 | 4.4 |
| فاطمہ | | 592 | 296 | 373 | 7.0 | 7.7 |
| فاطمہ | ایم جی سی ایل | 500 | 296 | 366 | 7.0 | 7.5 |
| پاک عرب | ایس این جی پی ایل | 92 | 0 | 7.0 | 0.0 | 0.2 |
| ڈی ایچ سی ایل | ایس این جی پی ایل | 446 | 47 | 43 | 1.1 | 0.9 |
| ایگری ٹیک | ایس این جی پی ایل | 433 | 113 | 106 | 2.7 | 2.2 |
| کل | | 6,345 | 4,216 | 4,860 | | |

ماخذ: نیشنل فرٹیلائزر ڈویلپمنٹ سینٹر کی مختلف رپورٹس

**2.10**)۔ درحقیقت چینی کی بلند پیداوار کے باعث منڈی میں اس کی اضافی رسد پیدا ہوگئی۔ اضافی رسد کا اثر کم کرنے کے لیے حکومت نے ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان (ٹی سی پی) سے چینی خریدنے کے ساتھ ساتھ شکر ملوں کو فاضل چینی برآمد کرنے کی اجازت بھی دے دی۔[74] یہ امر حیران کن ہے کہ مالی سال 14ء کے لیے چینی کی برآمد کا کوٹہ گذشتہ برس کے مقابلے میں پست سطح پر تھا۔ اس لیے چینی کی برآمدات میں مالی سال14ء کے دوران 39.0 فیصد اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔[75] غیر فروخت شدہ ذخیرے نے شکر ملوں کے لیے سیالیت کا دباؤ پیدا کر دیا تھا جس کی وجہ سے رقوم کی واپسی رک گئی اور گذشتہ برس کے مقابلے میں جاری سرمائے کی طلب بڑھ گئی تھی۔

**جدول 2.10: شکر کی صنعت کے تحرکات**

| | | م س12ء | م س13ء | م س14ء |
|---|---|---|---|---|
| پیداوار | | | | |
| گنا | ہزار میٹرک ٹن | 58,397 | 63,750 | 66,469 |
| شکر | ہزار میٹرک ٹن | 4,634.1 | 5,073.5 | 5,582.4 |
| برآمدات | ہزار میٹرک ٹن | 48.7 | 1,061.5 | 647.3 |
| قرضے (بہاؤ) | ارب روپے | -1.2 | 12.5 | 39.3 |
| جاری سرمایہ | ارب روپے | 2.9 | 3.5 | 28.1 |
| معین سرمایہ کاری | ارب روپے | -4.1 | 9.0 | 11.2 |

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات: بینک دولت پاکستان

**شکل 2.11: اجناس وخدمات میں نمو**

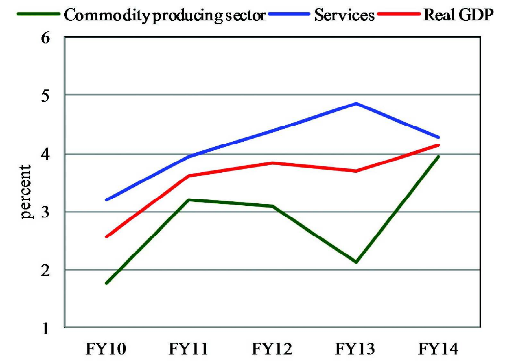


Source: Pakistan Bureau of Statistics

## امکانات

مالی سال 15ء میں بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی کارکردگی میں بہتری آنے کی توقع ہے کیونکہ جن مسائل پر مندرجہ بالا سطور میں بحث کی جا چکی ہے، ان کے حل ہونے کا امکان ہے۔ خصوصاً، خوردنی تیل کی نمو میں اساسی اثر ختم ہونے کے بعد بہتری آ جائے گی۔[76] مالی سال 15ء کے بجٹ میں ٹریکٹروں پر جی ایس ٹی میں کمی سے گاڑیوں کے شعبے میں بحالی کا امکان ہے جبکہ ٹویوٹا کرولا کا نیا ماڈل متعارف ہونے اور حکومت پنجاب کی جانب سے اعلان کردہ ییلو کیب اسکیم سے بھی ان کی طلب میں اضافہ متوقع ہے۔ جہاں تک سیمنٹ کا تعلق ہے اگرچہ برآمدات کمزور رہیں گی تاہم مالی سال 15ء کے بجٹ میں اعلان کردہ

74 مالی سال 14ء میں ٹی سی پی نے شکر کے کارخانوں سے 408.6 ہزار میٹرک ٹن چینی خریدی تھی۔

75 تفصیلات کے لیے دیکھئے باب 5۔

76 مالی سال 14ء کی چوتھی سہ ماہی میں خوردنی تیل میں 7.5 فیصد نمو ہوئی جو اساسی اثر کی وجہ سے گذشتہ دو سہ ماہیوں میں منفی رہی تھی۔

ترقیاتی منصوبوں (کانکی بیراج، بھاشا ڈیم وغیرہ) پرعملدرآمد سے ان کی ملکی طلب بڑھنے کا امکان ہے۔کھاد کے شعبے کوگیس کی بہتر رسد جس کی منصوبہ بندی اپریل2014ء میں کی گئی تھی، وہ ابھی تک برقرار ہے جس سے درآمدات پر پاکستان کے انحصار کوکم کرنے میں مدد ملے گی۔ پاکستان اسٹیل مل کے لیے ایک اور بیل آؤٹ پیکیج کا اعلان کیا گیا ہے جس سے اس ادارے کی عملی سرگرمیوں کوجاری رکھنے میں مدد ملے گی۔

## 2.4 خدمات

اگرچہ مالی سال 14ء میں اجناس کے پیداواری شعبوں میں بحالی دیکھی گئی تھی لیکن خدمات کا شعبہ گذشتہ چار برسوں میں ہونے والی نمو کو برقرار نہیں رکھ سکا (**شکل 2.11**)۔ اس سست روی کا اہم سبب مالیات و بیمہ اور عمومی حکومتی خدمات میں کمزور نمو ہے۔[77] اس کے نتیجے میں حقیقی جی ڈی پی کی نمو میں خدمات کا حصہ گذشتہ برس کے 75.4 فیصد سے گرکر مالی سال 14ء میں 60.1 فیصد پرآ گیا (**جدول 2.11**)۔

تھوک وخردہ تجارت خدمات کا سب سے بڑا اجز ہے جو کمرشل سرگرمیوں کے تجارتی مارجنز کو ظاہر کرتا ہے۔[78] پاکستان دفتر شماریات اس کی قدر اضافی کا تخمینہ قابلِ تجارت فاضل اور تاجروں کے مارجنز کے معین تناسبات کوملک میں اجناس پیدا کرنے والے شعبوں اور درآمدات پر اطلاق کر کے حاصل کرتا ہے۔ مالی سال 14ء کے دوران اس ذیلی شعبے میں نمو 5.2 فیصد تھی جس کا سبب اہم فصلوں کی شرح نمو میں بلند اضافہ اور درآمدات میں حقیقی اضافہ شامل ہیں۔[79]

ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات نے مالی سال 14ء میں گذشتہ برس جتنی 3.0 فیصد شرح نمو کو برقرار رکھا (**جدول 2.12**)۔ روڈ ٹرانسپورٹ (اس ذیلی شعبے میں 76 فیصد سے زائد حصہ رکھنے والے) میں قدر اضافی کم وبیش منجمد رہی۔ روڈ ٹرانسپورٹ میں صرف کمرشل گاڑیوں کوشامل کیا جاتا ہے[80] جو کمزور نمو کوظاہر کر رہی ہیں۔ خصوصاً، مسافروں کے استعمال کے لیے کمرشل گاڑیوں کا روڈ ٹرانسپورٹ کی قدر اضافی میں سب سے بڑا حصہ ہے جس کی نمو میں خاصی کمی ہوئی ہے (**شکل 2.12**)۔ اس شعبے میں صرف کمرشل گاڑیوں کوشامل کیا جاتا

**جدول 2.11: خدمات کے شعبے میں نمو**

| | | | جی ڈی پی کی نمو میں فیصد حصہ | |
|---|---|---|---|---|
| | م س13ء | م س14ء | م س13ء | م س14ء |
| تھوک وخردہ تجارت | 3.4 | 5.2 | 16.9 | 23.0 |
| ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری ومواصلات | 2.9 | 3.0 | 10.3 | 9.5 |
| مالیات وبیمہ | 9.0 | 5.2 | 7.2 | 3.9 |
| مکاناتی خدمات | 4.0 | 4.0 | 7.3 | 6.5 |
| عمومی حکومتی خدمات | 11.3 | 2.2 | 20.5 | 3.8 |
| دیگر نجی خدمات | 5.2 | 5.8 | 13.3 | 13.4 |
| مجموعی خدمات | 4.9 | 4.3 | 75.4 | 60.1 |

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

**جدول 2.12: ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری ومواصلات میں نمو**

| | فیصد حصہ | فیصد نمو | |
|---|---|---|---|
| | | م س13ء | م س14ء |
| سڑک | 76.4 | 4.0 | 3.7 |
| فضا | 4.9 | 20.3 | 6.1 |
| بحری | 2.7 | 5.0 | -1.7 |
| پائپ لائن | 0.4 | 10.2 | 8.5 |
| ریلویز | 0.1 | -47.6 | 10.3 |
| مواصلات | 11.9 | -4.7 | -0.4 |
| ذخیرہ کاری | 3.7 | 3.2 | 5.2 |
| کل | 100.0 | 2.9 | 3.0 |

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

**شکل 2.12: روڈ ٹرانسپورٹ کا رجحان**

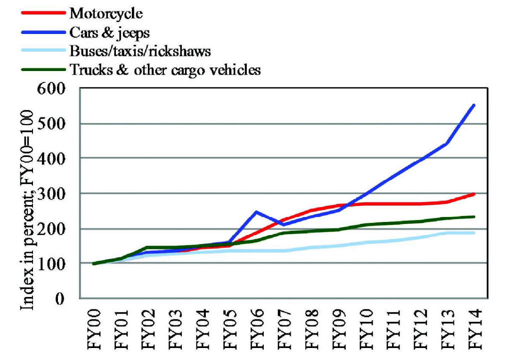

Source: Pakistan Bureau of Statistics

77 ماضی کے رجحانات کے تجزیے سے نشاندہی ہوتی ہے کہ بعد کے برسوں میں ان دواجزا میں بڑی نظرثانی کی گئی تھی۔

78 درحقیقت پاکستان کی مجموعی جی ڈی پی کا سب سے بڑا شعبہ تھوک وخردہ تجارت ہے جس کا حصہ 18 فیصد سے زائد ہے۔ جس کے بعد گلہ بانی (جی ڈی پی میں 11.8 فیصد) اور بڑے پیانے کی اشیاسازی (10.9 فیصد) کا نمبر آتا ہے۔

79 جولائی تا مارچ مالی سال 14ء کے دوران درآمدی ڈیٹا قومی آمدنی کھاتوں کو ترتیب دیتے وقت دستیاب تھا۔ اس مدت کے دوران حقیقی معنوں میں درآمدات (درآمدات کی روپے میں قدر جس کی مطابقت اکائی قدر اشاریے میں تبدیلیوں سے کی گئی) میں 4.2 فیصد نمو ہوئی جو گذشتہ برس کی اسی مدت میں 1.6- فیصد تھی۔

80 ان میں بسیں، ٹرک، اسٹیشن ویگن، پک اپس، ٹیکسیاں، رکشے اور غیرمشینی گاڑیاں شامل ہیں۔ پاکستان دفتر شماریات نے اساسی سال کے لیے ہرقسم کی گاڑی کی نشانیہ قدر اضافی کا تخمینہ لگایا ہے۔ آئندہ برسوں کے لیے گاڑیوں کی تعداد میں نمو کو استعمال کیا گیا ہے۔

ہے اور نجی کاروں اور موٹر سائیکلوں کا بڑھتا ہوا استعمال جی ڈی پی کو براہ راست متاثر نہیں کرتا۔[81]

تاہم پاکستان ریلویز نے 10.3 فیصد کی نمو دکھائی ہے جبکہ گذشتہ برس اس کی نمو منفی رہی تھی۔ مالی سال 14ء میں محاصل بڑھ کر 25 ارب روپے ہو گئے جو مالی سال 13ء میں 18 ارب روپے تھے (38.9 فیصد نمو)۔ ایسا کارگو خدمات کے لیے انجنوں کی تعداد میں اضافے (8 سے 25)، کرایوں میں کمی کر کے زیادہ مسافروں کو متوجہ کرنے، عمومی سہولتوں اور ریلوے اوقات میں بہتری (وقت کی پابندی 10 سے بڑھ کر 55 فیصد ہو گئی) اور ٹرینوں کے مؤثر آپریشنز یقینی بنانے کے لیے ایندھن کے ذخائر میں اضافے کے ذریعے ممکن ہوا۔

**جدول 2.13: مالیات و بیمہ میں نمو**

| | فیصد حصہ | فیصد نمو | |
|---|---|---|---|
| | | م س13ء | م س14ء |
| بینک دولت پاکستان | 3.1 | 3.2 | 6.8 |
| بینکس | 82.2 | 7.2 | 3.8 |
| اجارہ | 0.6 | 0.0 | -19.7 |
| قرض منظور کرنے والے دیگر | 0.9 | 19.3 | -2.5 |
| بیمہ و پنشن فنڈ | 5.5 | 34.3 | 32.0 |
| ذیلی سرگرمیاں | 7.6 | 20.6 | 7.5 |
| مجموعی | 100.0 | 9.0 | 5.2 |

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

**شکل 2.13: بینکوں کی خام قدر اضافی میں نمو**

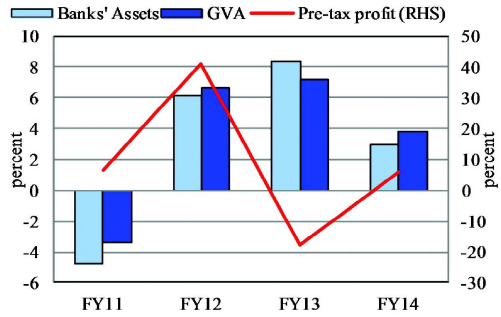


Note: Like GVA, growth in Banks' assets and pre-tax profit are also in real terms.
Source: Pakistan Bureau of Statistics & State Bank of Pakistan

ہوابازی کے شعبے میں پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز (پی آئی اے) 2014ء کی پہلی ششماہی میں اپنے نقصانات کم کرنے میں کامیاب رہا تھا جس کا اہم سبب محصولات کی بلند سطح اور اہم کرنسیوں کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں اضافے سے حاصل ہونے والے فوائد تھے۔[82] حکومت کی مالی اعانت اور بہتر کارکردگی کے طفیل اس قومی فضائی کمپنی نے ڈرائی لیز پر تین چھوٹی جسامت کے طیارے حاصل کیے۔[83،84]

مواصلات کا اس ذیلی شعبے میں حصہ 11.9 فیصد ہے جس میں مالی سال 14ء کے دوران بھی کمی کا رجحان رہا۔[85] ٹیلی مواصلات کے شعبے کی ترقی کو کئی عوامل نے متاثر کیا ہے جن میں سروس پراوائیڈرز کی بڑھتی ہوئی مسابقت (جس سے فی صارف اوسط آمدنی کم ہوئی)[86]، بلند ٹیکسوں کے اثرات، نئی سمز کی فروخت کے سخت ضوابط اور گذشتہ چند برسوں کے دوران آمدنی میں کمزور نمو شامل ہیں۔

تاہم، توقع ہے کہ تھری جی/فور جی ٹیکنالوجی کے اجرا اور کمرشل بینکوں کے اشتراک سے موبائل کمپنیوں کی جانب سے رقوم کی اندرون ملک منتقلی جیسی نئی سہولتیں متعارف کرانے سے ٹیلی مواصلات کے شعبے میں نمو کی رفتار بڑھے گی۔

مالیات و بیمہ کی نمو مالی سال 13ء کے 9.0 فیصد سے خاصی کمی کے بعد مالی سال 14ء میں 5.2 فیصد رہ گئی۔ کمرشل بینکوں (اس شعبے کا سب سے بڑا جز) کی قدر اضافی میں سست روی نے اسٹیٹ بینک کی بلند نمو کا اثر زائل کر دیا (**جدول 2.13**)۔

81 تاہم، ایسی گاڑیوں کے نجی استعمال کو نجی صرف میں استعمال کیا جاتا ہے۔
82 پی آئی اے کو خالص خسارہ 2013ء کی پہلی ششماہی کے 18.4 ارب روپے سے کم ہو کر 2014ء کی دوسری ششماہی میں 10.1 ارب روپے ہو گیا۔
83 حکومت کی جانب سے فروری 2013ء میں پیکیج کی منظوری کے بعد پی آئی اے کو 2013ء میں 11.8 ارب روپے اور رواں برس 2.9 ارب روپے موصول ہوئے۔
84 پی آئی اے ویٹ لیز بنیادوں پر سات چھوٹی جسامت کے طیارے حاصل کر کے اپنے بیڑے میں توسیع کی منصوبہ بندی کر رہی ہے۔
85 پی ٹی سی ایل اور موبائل فون سروس فراہم کرنے والوں کا حصہ سب سے زیادہ، جس کے بعد کوریئر خدمات کا نمبر ہے۔
86 پی ٹی اے کی سالانہ رپورٹ برائے مالی سال 13ء میں اوسط محصول فی صارف (اے آر پی یو) مالی سال 13ء میں کمی کے بعد 211 روپے فی مہینہ ہو گیا جو ایک سال قبل 217 روپے تھا۔ سروس فراہم کرنے والوں میں بڑھتی ہوئی مسابقت کے علاوہ پست آمدنی کے صارفین کی اس کے سبسکرائبرز کی اساس میں شمولیت نے بھی اے آر پی یو کو متاثر کیا ہے۔

مالی سال 14ء کے دوران اگرچہ کمرشل بینکوں کی نفع یابی میں اضافہ ہوا ہے لیکن ان کی قدر اضافی میں اضافہ گذشتہ برس کی نسبت کم تھا (**شکل 2.13**)۔ پاکستان دفتر شماریات بینکوں کی خام قدر اضافی بالواسطہ طریقے سے اخذ کرتا ہے جسے بالواسطہ پیمائش شدہ مالی وساطتی خدمات (ایف آئی ایس آئی ایم) کہا جاتا ہے جس میں صرف منافع کے بجائے معلومات کے ایک بڑے مجموعے کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ یہ دلچسپ امر ہے کہ کمرشل بینکوں کا جی وی اے مجموعی اثاثوں کے رجحان سے ہم آہنگ ہے جس میں مالی سال 14ء کے دوران حقیقی لحاظ سے 3.8 فیصد نمو ہوئی جبکہ یہ مالی سال 13ء میں 7.2 فیصد تھا۔[87]

آخر میں، مالی سال 14ء کے دوران عمومی حکومتی خدمات کی قدر اضافی میں نمو سست رفتاری کا شکار ہو کر صرف 2.2 فیصد رہ گئی ہے جو کہ گذشتہ برس کی 11.3 فیصد شرح نمو سے خاصی کم ہے۔ اس شعبے کی جانب سے قدر اضافی کا اہم جز سرکاری ملازمین کا معاوضہ ہے۔ مالی سال 14ء کے دوران سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں 10 فیصد اضافہ ہوا جو ایک سال قبل ہونے والے 20 فیصد اضافے سے زیادہ ہے۔ اس کے نتیجے میں عمومی حکومتی خدمات میں نمو بھی گذشتہ برس سے کم رہی تھی۔

87 نامیہ لحاظ سے بینکوں کے اثاثوں میں مالی سال 14ء کے دوران 10.2 فیصد نمو ہوئی جو مالی سال 13ء میں 16.6 فیصد تھی۔

## خصوصی سیکشن 2.1: بھارت سے تقابل، پاکستان گاڑیوں کی پیداوار میں کہاں کھڑا ہے؟[88]

اگرچہ پاکستان اور بھارت گاڑیوں کے شعبے کے حوالے سے یکساں تصور (مقامی ٹیکنالوجی و ڈیزائن کا فروغ، درآمدات پر کم انحصار اور عالمی مسابقت کا حصول) رکھتے ہیں لیکن پاکستان ان مقاصد کے حصول میں کامیاب نہیں رہا۔ پاکستان اور بھارت میں گاڑیوں کی صنعت کے تحرکات کے تقابل سے ہماری ملکی صنعت کی کارکردگی میں رکاوٹ بننے والے متعدد مسائل کی نشاندہی ہوتی ہے۔

جدول خ 2.1: کارسازوں اور ان کی مصنوعات کا تقابل (2013ء)

| پاکستان | | بھارت | |
|---|---|---|---|
| کارساز ادارے | مصنوعات کی تعداد | کارساز ادارے | مصنوعات کی تعداد |
| پاک سوزوکی | 6 | ٹاٹا | 17 |
| ہنڈا | 2 | ماروتی | 12 |
| انڈس موٹرز | 3 | مہندرا | 17 |
| ہنڈائی | 2 | ہنڈائی | 6 |
| | | نسان | 4 |
| | | ہونڈا | 6 |
| | | فورڈ | 4 |
| | | ٹویوٹا | 10 |
| | | شیورلیٹ | 9 |
| | | رینالٹ | 6 |
| | | وی ڈبلیو | 9 |
| | | دیگر | 12 |

ماخذ؛ پی اے ایم اے اور بھارتی کارساز اداروں کی سرکاری ویب سائٹ

### پاکستان و بھارت کی گاڑیوں کی صنعت کا خاکہ

پاکستان کی کاروں کی صنعت چند اسمبلرز پر مشتمل ہے جو محدود مصنوعات کی پیشکش کرتے ہیں (جدول خ 2.1) جبکہ بھارت میں صورتحال اس سے بالکل مختلف ہے جہاں پر اشیا سازوں کی بڑی تعداد ماڈلز کی ایک وسیع رینج کی پیشکش کررہی ہے (شکل خ 2.1 الف اور خ 2.1 ب)۔ زیادہ آپشنز کی دستیابی کے باعث بھارتی منڈی میں سخت مسابقت پائی جاتی ہے جو صارفین کے لیے فائدہ مند ہے۔[89]

پاکستان میں صرف چند پیداکاروں کو بیرونی مسابقت سے تحفظ فراہم کیا جاتا ہے۔ یہ پیداکار چند مصنوعات کی پیشکش کرتے ہیں اور ان کی بھاری قیمت وصول کی جاتی ہے۔ پاکستان و بھارت کی اوسط خردہ قیمتوں کے تقابل سے انجن کی تمام اقسام کی قیمتوں میں خاصے فرق کی نشاندہی ہوتی ہے (جدول خ 2.2)۔ بلند قیمتیں وصول کرنے کے باوجود پاکستان کی مقامی صنعت خریداروں کو مصنوعات میں تنوع فراہم نہیں کرتی۔

مزید برآں، سیلز کے ڈیٹا سے ظاہر ہوتا ہے کہ مختلف ممالک میں طلب کے تحرکات مختلف ہوتے ہیں (جدول خ 2.3)۔ بھارت میں 800 سے 1000 سی سی کاروں کی طلب کو

شکل خ 2.1 الف: پاکستان میں کار کے اشیا سازوں کا حصہ

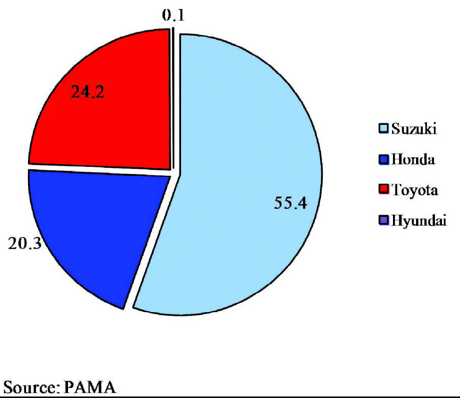


Source: PAMA

شکل خ 2.1 ب: بھارت میں کار کے اشیا سازوں کا حصہ

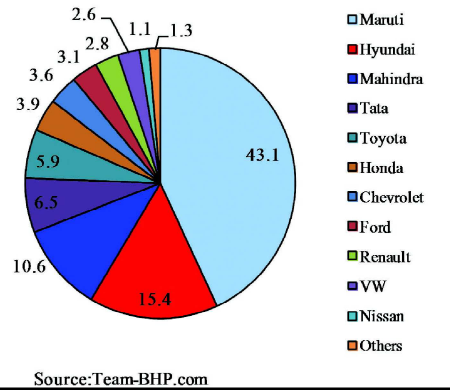


Source:Team-BHP.com

88 یہ سیکشن اسٹیٹ بینک کے شعبہ اقتصادی پالیسی جائزہ کے ڈپٹی ڈائریکٹر سید ذوالقرنین حسین اور سینئر جوائنٹ ڈائریکٹر سبینہ خرم جعفری کا تحریر کردہ ہے۔

89 جیسا کہ جزوی معاشیات میں وضاحت کی گئی ہے، کسی منڈی میں فروخت کردہ پروڈکٹ صارفین اور پیداکاروں دونوں کے لیے فلاح (افادہ) تخلیق کرتی ہے۔ ایک مستعد منڈی میں صارفین کو اس فلاح کا ادراک کرنا چاہیے۔ پاکستان میں گاڑیوں کے شعبے کے پیداکار، صارفین کے بل بوتے پر فائدہ اٹھاتے ہیں۔

مارکیٹ میں بالادستی حاصل ہے جبکہ پاکستان میں بڑی کاریں (1300 سی سی اور زائد) زیادہ مقبول ہیں۔ یہ امر حیران کن ہے کیونکہ بھارت اور پاکستان کی معاشرتی و اقتصادی بنیادیں یکساں ہیں اور ان کے طلب کے رجحانات بھی ایک جیسے ہیں۔ اس کا سبب شاید یہ ہے کہ پاکستان میں مالی سال 13ء میں 800 تا 1000 سی سی کے زمرے کا صرف ایک اسمبلر موجود تھا۔ یہ ایک دلچسپ امر ہے کہ مالی سال 12ء میں 800 سی سی زمرے کے دو مقبول ماڈلز کے مرحلہ وار خاتمے سے پاکستان میں منڈی کی قطعہ واریت میں اس سے قبل کبھی اتنا جھکاؤ نہیں دیکھا گیا۔

**جدول خ 2.2: 2012ء میں اوسط قیمت**

پاکستانی روپے ہزاروں میں

| انجن کا حجم | بھارت | پاکستان | فرق |
|---|---|---|---|
| 800 سی سی | 247.5 | 520.0 | 272.5 |
| 1000 سی سی | 446.7 | 737.0 | 290.3 |
| 1300 سی سی | 702.3 | 1,474.0 | 771.7 |
| 1800 سی سی | 1,230.0 | 1,839.0 | 608.4 |

ماخذ: پاک بھارت تجارت پر رپورٹ، ایس پی ڈی آئی کی جانب سے کاروں کے شعبے کا جائزہ (2012ء)

**جدول خ 2.3: مجموعی فروخت میں حصہ (فیصد میں)**

| | بھارت | پاکستان | |
|---|---|---|---|
| | 2012ء | م س 12ء | م س 13ء |
| 800-1000 سی سی | 80 | 40 | 21* |
| 1000-1300c سی سی | 18 | 21 | 30 |
| 1300 سی سی اور زائد | 2 | 39 | 49 |

ماخذ: کارساز اداروں/اسمبلرز کی سرکاری ویب سائٹ اور پاک بھارت تجارت پر رپورٹ، ایس پی ڈی آئی کی جانب سے کاروں کے شعبے کا جائزہ (2012ء)

☆ دو ماڈلز کے مرحلہ وار خاتمے کے بعد اب اس زمرے میں صرف ایک ماڈل رہ گیا ہے۔

### استعداد کا استعمال

پاکستان میں کاروں کی صنعت اپنی پیداواری گنجائش کا صرف 50 فیصد استعمال کر رہی ہے (**جدول خ 2.4**) جبکہ بھارت میں یہ 75 فیصد کی بلند سطح پر ہے[90]۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے پاکستان میں مصنوعات کی رینج بھارت کے مقابلے میں محدود ہے اور مقامی طور پر تیار کردہ کاروں کی طلب منجمد ہے۔ اس کے نتیجے میں صارفین درآمدی مصنوعات کو مقامی مصنوعات پر ترجیح دیتے ہیں کیونکہ وہ زیادہ آپشنز کی پیشکش کرتی ہیں۔[91] اگر پاکستان میں صارفین کو مقامی ساختہ ماڈلز کی وسیع رینج دستیاب ہو جائے تو اس کے نتیجے میں طلب بڑھے گی اور پیداواری گنجائش کے استعمال کی سطح بھی بلند ہو جائے گی۔

**جدول خ 2.4: گنجائش کا استعمال (فیصد میں)**

| | م س 12ء | م س 13ء | م س 14ء |
|---|---|---|---|
| سوزوکی | 58.8 | 44.1 | 42.9 |
| ٹویوٹا | 92.7 | 65.8 | 56.2 |
| ہنڈا | 25 | 42.5 | 47.2 |

ماخذ: پاما

### بھارت میں گاڑیوں کی صنعت کی قوت

بھارت میں گاڑیوں کی صنعت کی سب سے اہم قوت وسیع تر داخلیت اور اندرون ملک خام مال کی دستیابی ہے۔ بھارتی صنعت میں ہر قسم کے انجن، ترسیلی ساز و سامان، سسپنشنز، بریکس، باڈی کے پرزے اور چیسس کے پرزوں سمیت گاڑیوں کے ہر قسم کے پرزے تیار کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔[92] اس وجہ سے بھارت میں گاڑیوں کے شعبے کو نہ صرف شرح مبادلہ میں اتار چڑھاؤ سے استثنا حاصل ہے بلکہ یہ پیداواری لاگت کم کرنے میں بھی معاون ثابت ہوا ہے۔[93] علاوہ ازیں، بڑی ملکی منڈی کی وجہ سے بھارت کو کفایت حجم کا فائدہ حاصل ہے۔ متعدد ملکی اشیا سازوں سے مسابقت نے بھارتی گاڑیوں کے شعبے میں زیادہ کارگزاری پیدا کر دی ہے۔

حکومتی پالیسیاں: بھارت نے اپنی گاڑیوں کے شعبے کے لیے ایک انتہائی تحفظاتی پالیسی اختیار کی ہے۔ نہ صرف درآمدی ڈیوٹیز کو بلند سطح پر رکھا گیا ہے بلکہ استعمال شدہ کاروں کی درآمد پر سخت پابندیاں عائد ہیں (i) بھارت میں کاروں پر درآمدی ڈیوٹی 100 فیصد ہے (ii) نئی گاڑیاں صرف ممبئی، چنائے اور کلکتہ کی بندرگاہوں سے درآمد کی جا سکتی ہیں (iii) تین سال سے پرانی کاروں کو درآمد نہیں کیا جا سکتا (iv) استعمال شدہ کاریں صرف ممبئی کی بندرگاہ سے آسکتی ہیں اور (v) 1000 سی سی تا 2500 سی سی کے انجنوں کے حجم کی گاڑیوں پر مکمل پابندی عائد ہے۔[94]

---

90 پاک بھارت تجارت پر رپورٹ، ایس پی ڈی آئی کی جانب سے کاروں کے شعبے کا جائزہ (2012ء)۔

91 استعمال شدہ کاروں کی درآمدات مالی سال 11ء کے 7,154 یونٹس سے بڑھ کر مالی سال 12ء میں 18,986 اکائیاں ہو گئی تھی، جب درآمدی کاروں کی عمر کی حد بڑھا کر 5 برس کر دیا گیا تھا۔

92 ماخذ: Source: http://www.dhi.nic.in/draft_automotive_mission_plan.pdf

93 ہنڈائی اپنے 90 فیصد اجزا مقامی سطح پر تیار کرتا ہے (ہنڈائی موٹرز انڈیا لمیٹڈ)۔ http://www.hyundai.com/in/en/AboutUs/AboutHyundai/index.html. بھارت کی ماروتی سوزوکی بھی اپنی پہلی بھارت میں تیار کردہ کار تیار کرنے پر کام کر رہی ہے۔

94 ماخذ: Source: http://india.angloinfo.com/transport/vehicle-ownership/importing-a-vehicle/

## پاکستانی صنعت کی خامیاں

پاکستان میں اخراج پروگرام (جو درآمدی خام مال سے منتقلی پر مبنی تھا) 1985ء میں متعارف کرایا گیا تھا۔ اگرچہ اخراج پروگرام کے حصے کے تحت صنعت کو بے حد تحفظ فراہم کیا گیا لیکن وہ اس میں وضع کردہ مرحلہ وار داخلیت کو حاصل نہیں کرسکی۔ مزید برآں، یہ منصوبہ 2006ء میں مکمل ہونا تھا تاکہ تجارت سے متعلق سرمایہ کاری اقدامات (TRIMs) پر عالمی تجارتی تنظیم (ڈبلیو ٹی او) سے سمجھوتے پر عملدرآمد کیا جاسکے جس میں ممالک کو ملکی اشیا سازی کے شعبوں کو مقامی تقاضوں سے ہم آہنگ مواد کی تیاری سے منع کیا گیا ہے۔

اخراج پروگرام کے بعد پاکستان نے مالی سال06ء تا12ء کی مدت کے لیے ایک آٹو انڈسٹری ڈویلپمنٹ پروگرام1 (AIDP-I) تشکیل دیا جس کا مقصد مالی سال 12ء تک پیداوار کی اہم صلاحیت کا حصول تھا جو گاڑیوں کی صنعت میں بلند قدر اضافی کے ذیلی شعبوں کی ترقی کے لیے ضروری ہے۔ خصوصاً، گاڑیوں کے شعبے کو آخر جون 2012ء تک 5 لاکھ کاریں تیار کرنے کا ہدف دیا گیا تھا۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ایک طویل مدتی درآمدی ڈیوٹی کا اعلان کیا گیا تاکہ مقامی اسمبلرز کو اپنی پیداواری پالیسیاں تشکیل دینے میں مدد مل سکے (شکل خ 2.2)۔ اس صنعت کو 1985ء تا 2006ء کے دوران تحفظ کی بلند سطح پر رکھا گیا تھا جنہیں ترقیاتی مرحلے (مالی سال 06ء تا 12ء) میں کم کر دیا گیا۔ تاہم، مالی سال 12ء میں کاروں کی پیداوار صرف 132,661 پر تھی جو ہدف سے بہت کم ہے۔

**شکل خ 2.2: کاروں پر درآمدی ٹیرف**

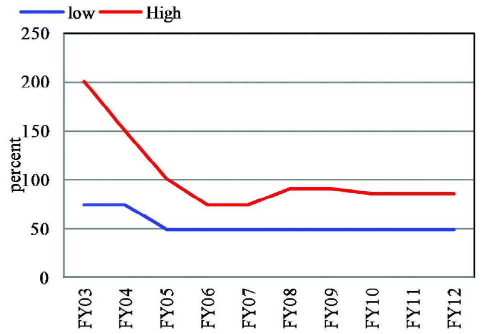


Source: Auto Industry Developemnt Program (AIDP), Ministry of Indsutires, Production & Special Initiatives, GoP

**شکل خ 2.3: استعمال شدہ کاروں کی درآمدی پالیسی میں تبدیلی**

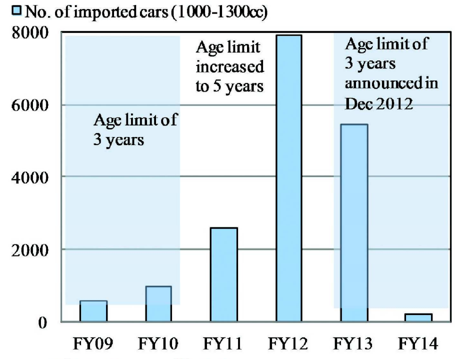


Source: Pakistan Bureau of Statistics

پاکستان میں کاروں کا شعبہ ابھی تک درآمدات پر خاصا انحصار کرتا ہے کیونکہ مقامیت کا عمل صرف شیٹ دھاتی پرزوں، اندرونی آرائشی سامان، نشستوں، ربڑ و پلاسٹک کے پرزوں، بیٹریوں، گاڑیوں کی رمز، ٹائروں اور روشنی کے آلات کی پیداوار تک محدود ہے۔ زیادہ حساس نوعیت کے حرکت پذیر پرزے (انجن، ٹرانسمیشن وغیرہ) جن میں دقیق انجنیئرنگ درکار ہوتی ہے اجزا درآمد کیے جاتے ہیں کیونکہ پاکستان عالمی معیار کے مطابق ان اجزا کی پیداوار نہیں کرسکتا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پیداواری لاگت کا ایک بڑا حصہ شرح مبادلہ میں تبدیلیوں سے اثرات قبول کرتا ہے اور خردہ قیمتوں میں اکثر و بیشتر اضافے کا باعث بنتا ہے۔ پاکستان اس وقت اپنی گاڑیوں کا خام مال جاپان سے درآمد کرتا ہے اور پاکستانی روپے کے مقابلے میں ین کی حرکت پذیری حتمی قیمت میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔

حکومت کی استعمال شدہ گاڑیاں درآمد کرنے کی پالیسی بھی پائیدار نہیں ہے۔ مقامی صنعت کو ترغیب دینے کے لیے حکومت نے دسمبر 2012ء میں استعمال شدہ کاروں کی حد کو 5 سال سے کم کر کے 3 سال کر دیا تھا[95] جس کے نتیجے میں کامل ساختہ یونٹس (سی بی یوز) کی درآمد خاصی کم ہوگئی تھی (شکل خ 2.3)۔ ایسی غیر مسابقتی پالیسیوں سے صارفین کے بجائے پیداکاروں کو فائدہ پہنچتا ہے۔

95 حکومت نے پہلے مالی سال 06ء میں استعمال شدہ کاروں کی درآمد میں نرمی کی تھی جس کے تحت 10 سال تک پرانی گاڑیاں درآمد کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ تاہم، اسے مالی سال 09ء میں کم کر کے 3 سال کر دیا گیا۔ پھر مالی سال 11ء میں اس میں نرمی کرتے ہوئے دوبارہ 05 سال کر دیا گیا۔

### کیا کیا جاسکتا ہے؟

مندرجہ بالا تقابل مسابقتی نرخوں پر بہتر معیار کی گاڑیاں فراہم کرنے میں ملکی صنعت کی صلاحیت کے فقدان (اور غیر آمادگی) کو ظاہر کرتا ہے۔ درآمدی اجزا پر انحصار کو تحفظ کی طویل مدت کے باوجود مرحلہ وار ختم کرنا ممکن نہیں۔ پاکستان میں گاڑیوں کے شعبے کی متوازن ترقی کے لیے ضروری ہے کہ درآمدات کے لیے منڈی کھول کر مسابقت کی سطح کو بڑھایا جائے۔ اس ضمن میں ہم مسابقتی کمیشن پاکستان کے اس جائزے کی توثیق کرتے ہیں جس میں مقامی منڈی کی پیداوار میں کمی کر کے نئی کاریں درآمد کرنے کی اجازت دی جائے۔[96] پاکستان میں گاڑیوں کے شعبے کو ایک طویل مدتی پالیسی ماحول فراہم کیا جائے جس میں ان چیزوں پر توجہ مرکوز ہو (i) درآمدات پر انحصار کم کر کے گاڑیوں کے مقامی پرزے بنائے جائیں (ii) ٹیکسوں اور درآمدی پالیسی میں بار بار تبدیلیوں سے گریز کیا جائے اور (iii) اس شعبے میں براہ راست بیرونی سرمایہ کاری کی کوششیں کی جائیں اور (iv) چھوٹی جاذب ایندھن کاروں (1000 سی سی سے کم صلاحیت کے انجن والی) کی پیداوار کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

96 ماخذ: پاکستان میں گاڑیوں کی صنعت پر مسابقتی اثر کی جانچ کا جائزہ، فروری 2013ء، مسابقتی کمیشن پاکستان۔